بانی: ڈاکٹر اسرار احمدؒ

آئینۂ انجمن

رمضان 1444ھ، اپریل 2023ء

شمارہ نمبر: 50

رابطہ: 7 - 34993436 - 021

www.QuranAcademy.edu.pk

انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی، رجسٹرڈ

B-375 علامہ شبیر احمد عثمانیؒ روڈ، بلاک 6 گلشن اقبال، کراچی۔

اہم موضوعات

ڈاکٹر محمد الیاس
رحمتوں اور برکتوں کا مہینا اور انسانی رویے — صفحہ نمبر: 03

ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ
ملفوظاتِ صدر مؤسس انجمن خدّام القرآن، کراچی — صفحہ نمبر: 06

شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ
اقتباس نگران انجمن خدّام القرآن، کراچی — صفحہ نمبر: 07

مفتی امان اللہ خان
روزہ، صدقۃ الفطر کے مسائل — صفحہ نمبر: 10

راحیل گوہر صدیقی
غزوۂ بدر۔۔۔معرکۂ خیر و شر — صفحہ نمبر: 13

شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ
قرآن حکیم کا انقلابی منشور) خطاب عام، تیسری قسط(— صفحہ نمبر: 16

فیضان احمد عثمانی
گردابِ زندگی — صفحہ نمبر: 20

ماہانہ رپورٹ
انجمن خدّام القرآن سندھ کے تحت جاری سرگرمیاں — صفحہ نمبر: 23

ماہانہ رپورٹ
شعبۂ ملٹی میڈیا — صفحہ نمبر: 26

B-375 علامہ شبیر احمد عثمانیؒ روڈ، بلاک 6 گلشن اقبال، کراچی۔
انجمن خدّام القرآن
سندھ، کراچی، رجسٹرڈ

فرمان الٰہی جل جلالہ
و
فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔ (البقرۃ: 183)

ترجمہ : اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کردیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے انبیا کے پیروؤں پر فرض کیے گئے تھے۔ اس سے توقع ہے کہ تم میں تقویٰ کی صفت پیدا ہوگی۔

تشریح : اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ فرائض اور تکلیفات پر عمل کرنے کے لیے انسان کے نفس کو بڑی قوت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں انسان اللہ کی خصوصی امداد کا محتاج ہے۔ اس بات کی ضرورت تھی کہ ان احکامات پر عمل کرنے کے لیے ان میں اسپرٹ پیدا کی جائے۔ ان کی روح ان احکامات کی طرف مائل ہوجائے تاکہ وہ مطمئن ہوجائے اور عمل پر راضی ہوجائے۔ حالانکہ ان احکام پر عمل کرنے میں خود اس کا مفاد مضمر ہے۔ چنانچہ اسی خاطر بہت ہی پیاری آواز میں پکارا گیا۔ "اے لوگو! جو ایمان لائے ہو" غور کیجیے، یہ آواز انہیں ان کی اصل حقیقت یاد دلاتی ہے۔ پھر روزہ فرض ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے اور یہ تو پہلی امتوں پر بھی فرض ہوتا رہا ہے۔ کوئی نئی بات تو نہیں ہے۔ اس کا مقصد اہل ایمان کے دلوں کو صاف کرنا ہے۔ انہیں خوف خدا کے لیے تیار کرنا ہے اور ان میں اللہ کی مشیت کا احساس و شعور بیدار کرنا ہے۔ اس آیت میں روزے کی اصلی غرض و غایت ظاہر ہوجاتی ہے، یعنی تقویٰ۔ جب ایک مومن اللہ کے حکم کی اطاعت کرتے ہوئے اور اللہ کی رضا کی خاطر روزہ رکھتا ہے تو اس کے دل میں تقویٰ کا شعور اجاگر ہوجاتا ہے۔

(تفسیر فی ظلال القرآن۔۔ سید قطب رحمۃ اللہ)

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عَنْ أَبِي يَعْلَى شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: «اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ ، وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ ، وَالْعَاجِزُ ، مَنْ أَتْبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا ، وَتَمَنَّى عَلَى اللهِ»۔

ترجمہ : شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا : عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرے، اور موت کے بعد کی زندگی کے لیے عمل کرے، اور عاجز وہ ہے جو اپنے نفس کو خواہشوں پر لگا دے، پھر اللہ تعالیٰ سے تمنائیں کرے۔

تشریح : مسلمان اپنے اسلام میں یہ خوبی اس وقت پیدا کرسکتا ہے جبکہ وہ اپنے شب و روز کے کاموں کا محاسبہ کرتا رہے اور جائزہ لیتا رہے اس لیے اسے اپنے شب و روز کے اعمال کا روزانہ جائزہ لے کر نہ صرف گناہوں اور معصیتوں کو بالکل ترک کردینا چاہیے بلکہ ان تمام کاموں کو بھی چھوڑ دینا چاہیے جو آخرت میں کام آنے والے نہ ہوں اور ان کی جگہ سوچ سوچ کر وہ کام کرنے چاہئیں جو آخرت میں کام آئیں۔ یاد رکھیے آپ کے جائز معمولات زندگی میں اس حدیث پر عمل کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا صرف اتنا کرنا پڑے گا کہ جو کام بھی آپ کریں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی نیت سے کریں اس طرح آپ کی ساری دنیا دین بن جائے گی۔ یاد رکھیے انسان کی ہر جائز خواہش اور طبعی ضرورت اگر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی نیت سے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ حسنہ اور آپ کی سنت کے مطابق پوری کی جائے وہ یقیناً آخرت میں کام آنے والی ہے۔

(خیر الصالحین شرح ریاض الصالحین۔۔۔ ادریس میرٹھی رحمۃ اللہ)

رحمتوں اور برکتوں کا مہینا اور انسانی رویے

ڈاکٹر محمد الیاس

مدیر تعلیم، انجمن خدام القرآن، سندھ کراچی

رمضان المبارک اپنی رحمتوں، برکتوں اور اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں اور عنایتوں کا مہینا ہے۔ دن کا روزہ اور راتوں کا قیام اللہ کے بندوں کے لیے گناہوں کی بخشش اور گلو خلاصی کا سنہری موقع ہے۔ اس ماہ مبارک کا ایک ایک لمحہ اللہ سے اپنی مغفرت طلب کرنے اور اپنی دنیاوی زندگی کو سکون و راحت اور خوشحالی و آسودگی سے گزارنے کا خود اللہ تعالیٰ اپنے خطا کار و سیاہ کار بندوں کو ایک موقع فراہم کرتا ہے۔ اگر کوئی اس بہترین موقع کو اپنی نادانی، غفلت اور بے راہ روی میں گزار دے تو اس بدنصیب کے لیے اس سے بڑی محرومی کوئی نہیں۔

لیکن اس مبارک و محترم مہینے کی روحانیت اس وقت گہنانے لگتی ہے جب کچھ مفاد پرست اس مہینے کو سیزن کمانے کا مہینا سمجھ لیتے ہیں اور ہر طریقے سے روزے داروں کو دونوں ہاتھوں سے لوٹنا شروع کر دیتے ہیں، جس کے لیے وہ کئی طریقے اختیار کرتے ہیں۔ مثلاً اشیائے خورونوش میں مہنگائی کا ایک طوفان برپا کردیا جاتا ہے۔ ہر شے کے دام انسان کی قوت خرید سے زیادہ کر دیتے ہیں۔ پھل وغیرہ تو غریب آدمی کے لیے شجر ممنوعہ بن جاتا ہے۔ مالدار لوگ تو اس اندھیر نگری میں گزارا کرلیتے ہیں مگر غریب یا متوسط طبقے کا انسان تو صرف پھلوں کو دور سے دیکھ کر ہی خوش ہوجاتا ہے۔ اگر ہمت کر کے کبھی کچھ خرید بھی لے تو اس کی مقدار آٹے میں نمک کے برابر ہوتی ہے۔

اسی مقدس و عظمت والے مہینے میں ایک اور مصیبت روزے داروں پر نازل ہوتی ہے اور وہ ہے بھکاریوں کی فوج جو ہر طرف راستہ روکے کھڑی ہوتی ہے۔ اخباری اطلاعات کے مطابق ہر رمضان میں تقریباً دو لاکھ کے قریب پنجاب سے بھکاری لائے جاتے ہیں، گداگری کے ٹھیکیداران کو دیہاڑی مزدور کے طور پر لے کر آتے ہیں۔ جنہیں کراچی میں مختلف علاقوں، شہر کے مصروف ترین چوکوں اور بڑی بڑی مساجد کے دروازوں پر بٹھایا جاتا ہے۔ ان درآمد شدہ بھکاریوں کی کثیر تعداد قدم قدم پر مختلف رنگ وروپ اور حلیہ میں نظر آتے ہیں۔

بھیک مانگنا یا گداگری اب ایک نفع بخش کاروبار بن چکا ہے۔ اور ہمارا ملک اس معاملے میں انتہائی خود کفیل ہے۔ آدمی کسی دکان یا بازار میں خریداری کے لیے جائے تو دو یا تین بھکاری اس کو گھیر لیں گے اور طرح طرح کی کہانیاں سنا کر بھیک دینے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ ان پیشہ ور بھکاریوں میں مرد عورتیں اور چھوٹے چھوٹے بچے سب شامل ہوتے ہیں۔

دراصل ہم سب بھکاری ہیں، کوئی گلی محلے میں پھر پھرا کر بھیک مانگتا ہے کیونکہ اس کا اڈا یہی ہوتا ہے اور یہ اڈے یا ٹھکانے کبھی کبھی بکتے بھی ہیں، پرانے بھکاری کسی نئے بھکاری کو اپنا ٹھکانہ بیچ کر کسی دوسرے ٹھکانے پر جا بیٹھتے ہیں۔ لیکن آدمی کی حیثیت اور اس کا مقام جتنا بڑا ہوتا جاتا ہے، اتنا ہی اس کے بھکاری پن کا معیار بلند ہوتا جاتا ہے۔ ترقی پذیر ملکوں کے حکمران ترقی یافتہ ممالک کے سامنے کشکول لیے کھڑے

رہتے ہیں اور کشکول کو بھرنے کے عوض وہ اپنے ضمیر، اپنی قوم اور اپنی غیرت کا سودا بھی کر لیتے ہیں۔ کیونکہ کچھ پانے کے لیے کچھ کھونا بھی پڑتا ہے۔ عام بھکاری اور حرص و ہوس کے بھکاریوں میں ایک بنیادی فرق یہ ہے کہ ایک عام یا دیہاڑی پر لایا ہوا بھکاری صرف اپنی ذات اور اپنی خودداری کو بیچتا ہے، جبکہ یہ پیٹ بھرے اور "ھل من مزید" کے رسیا اپنی عیش پرستی اور زیادہ سے زیادہ دنیا جمع کرنے اور مال و متاع کی طلب میں اپنے ملک اور قوم کو ہی دولت منداور طاقتور قوموں کے پاس گروی رکھ دیتے ہیں، ہمارا ملک اس معاملے میں صف اول میں کھڑا ہے۔

یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا، اس کا نعرہ تھا "پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ"، نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے! مگر کیا ایک اللہ کے سوا ہمارا کوئی معبود نہیں؟ یہ محض خام خیالی ہے ورنہ آج بحیثیت مجموعی ہم نے اور ہمارے عاقبت نا اندیش حکمرانوں نے ایک اللہ کو بھول کر سینکڑوں معبود بنا رکھے ہیں۔ اپنے خودساختہ معبودوں کی سجدہ ریزی کو یہ اپنے لیے ترقی، کامیابی اور دنیا میں سربلندی کا باعث سمجھتے ہیں۔

ذاتی منفعتیں جب حق کہنے اور حق سننے میں آڑے آنے لگیں تو ایوانِ اقتدار، تعلیم و تربیت کے مراکز، معاشرتی اقدار سب اس سیلِ رواں میں بہہ جاتے ہیں، اغراض و مفاد پرستی کے سیلاب کا بہاؤ اتنا زور آور ہوتا ہے کہ وہ انسان کے قدم اکھاڑ دیتا ہے۔ حق پرستی پر جب مفاد پرستی اور ظلم و عدوان کی گرد جمنے لگے تو حریت و آزادی پر جمود طاری ہو جاتا ہے اور غلامی اور کاسہ لیسی قوموں کا مقدر بن جاتی ہے۔ یہ غلامی اور کاسہ لیسی کبھی صدیوں تک قوموں اور نسلوں کو اپنے سحر سے نکلنے نہیں دیتی۔ حیاتِ انسانی کا اصل جوہر ان سے چھین لیا جاتا ہے اور ان کی علمی، اخلاقی، روحانی، نفسیاتی بالیدگی اور صحیح خطوط پر نشوونما، مختلف اور غیر شفاف اور آلودگیوں میں لتھڑ جاتی ہے اور انسان کی حریتِ فکر اور آزادی عمل کا آئینہ دھندلا جاتا ہے۔

ہمارے معاشرے میں لوگ خانوں میں بٹ گئے ہیں، امیر لوگوں کا ایک خانہ ہے، غریب کا ایک، نوجوان نسل کی اپنی ہی ایک الگ دنیا ہے، بوڑھوں کی اس سے الگ، بچے بڑوں سے بے تعلق ہیں اور بڑے بچوں کو اپنے سے دور رکھتے ہیں۔ آج ہمارے وطن کا یہی نقشہ ہے جو دیدہ وروں کے لیے مقام فکر ہے۔

حکمت و دانش

قرآن مقدس

قرآن نظر کو روشن، شعور کی راہ ہموار، عقل کو مستحکم اور دلوں کو مسحور کرنے والا بیش بہا ماخذ ہے، نیز یہ اپنے محکم و متشابہ، ظاہر و نص، مجمل و مفصل، اشارات و کنایات، تشبیہ و تمثیل اور استعارہ و مجاز وغیرہ پر مشتمل اسالیب کی وجہ سے ہر دور کی ضروریات پوری کرنے کی اہلیت رکھتا ہے، تاہم اس کی خیر کثیر سے صرف اسی قدر استفادہ کیا جا سکتا ہے، جس قدر انصاف پسند ذہن اس کے لیے کشادہ دلی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ قرآن کریم زمان و مکان سے بلند تر ہے۔ لیکن بعض اوقات ارادی اور فکری انحراف اسے اس کے عالی مقام سے گرا کر اسے محدود انسانی فکر کا اسیر بنا دیتا ہے۔ لہٰذا غلط نقطہ نظر سے سوچنے والا شخص کبھی بھی اس کے مخصوص گہرے معانی سے آگاہی حاصل نہیں کر سکتا، نیز جو اسیر روحیں پہلے سے قائم کردہ لغو آرا سے اپنی فکر کو جکڑ دیتی ہیں ان کا تعلق کسی بھی دور یا علاقے سے ہو وہ معجزانہ بیان کی حامل اس کتاب کے اسرار سے واقف ہو سکتی ہیں اور نہ اس کے اعجازی افق تک رسائی پا سکتی ہیں۔ یہ کتاب ہمیشہ انسانی آفاق سے ماورا بہت بلند مقام پر فائز رہی ہے۔ جو شخص صدق و اخلاص سے اس کے لیے اپنے دل کے دریچے کھولتا ہے یہ اپنی تفسیری تنوع اور تاویلی پہلوؤں کی بدولت اس کے لیے روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے۔ حق بات تو یہ ہے کہ اس کی روشنی سے استفادہ کیے بغیر کوئی انسانی مشکل حل ہو سکتی ہے اور نہ اس کے بلند آہنگ لائحہ عمل پر عمل کیے بغیر انسان کو کوئی خوشی نصیب ہو سکتی ہے۔ (جادۂ منزل از محمد فتح اللہ گولن)

حمدِ باری تعالیٰ جل جلالہ
و
نعتِ رسولِ پاک ﷺ

میں مدت سے اس آس پر جی رہا ہوں
خدا کب بلالے مجھے اپنے گھر میں
جو لوگوں سے سن سن کے نقشے ہیں کھینچے
حقیقت میں ہوں گے مناظر وہ کیسے
کبھی جا کے دیکھوں خود آنکھوں سے اپنی
میں مدت سے اس آس پر جی رہا ہوں
وہ شہر حرم وہ مدینے کی گلیاں
وہ عرفات کا دن، منیٰ کی وہ راتیں
یسر کبھی ہوں مجھے سارے جلوے
میں مدت سے اس آس پر جی رہا ہوں
میرے سامنے ہو وہ کعبہ کی چوکھٹ
وہ رکنِ یمانی، وہ میزابِ رحمت
نہیں ہے بھروسہ کوئی زندگی کا
اُسی کو خبر ہے وہ سب جانتا ہے
بلالے گا مجھ کو وہ مرنے سے پہلے
میں مدت سے اس آس پر جی رہا ہوں

زبیر مرزا

نعت رسول مقبول ﷺ

کوئی لفظوں میں کیسے بتادے
اُن کے رتبے کی حد ہے تو کیا ہے
وہ جو اِک شہرِ نور الہدیٰ
جلوہ گاہوں کا اِک سلسلہ ہے
جس کی ہر صبح شمس الضحیٰ ہے
جس کی ہر شام بدر الدجیٰ ہے
مستقل ان کی چوکھٹ عطا ہو
میرے معبود یہ التجا ہے
سارے نبیوں کے عہدے بڑے ہیں
لیکن آقا کا منصب جدا ہے
وہ امام صفِ انبیا ہیں
اُن کا رتبہ بڑوں سے بڑا ہے

سید اقبال عظیم

ملفوظاتِ صدرِ مؤسس انجمن خدام القرآن، کراچی

اسلام کا انقلابی فکر

ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

دنیا کے ہر نظام کے دو پہلو ہوتے ہیں، ایک فکری اساس اور دوسرا علمی ڈھانچہ۔ یہ دونوں پہلو باہم مربوط ہوتے ہیں اور کسی بھی نظام کو اس کی فکری اساس سے ہٹا کر موضوع گفتگو نہیں بنایا جاسکتا۔ اسی طرح اسلام کے بارے میں نظریاتی اساس اور بنیاد کا معاملہ انتہائی اہم ہے جس کو اصطلاحاً ایمان سے تعبیر کرتے ہیں......اسلام درحقیقت ایمان پر قائم ہے۔ اللہ پر یقین کہ اس کائنات کا ایک خالق اور مالک ہے، اس نے اس کائنات کو الیٰ اجل مسمی (ایک متعین وقت تک) کے لیے پیدا کیا ہے، یہ ہمیشہ باقی رہنے والی چیز نہیں ہے۔ اور ہماری زندگی یہ دنیوی زندگی ہی نہیں بلکہ اصل زندگی موت کے بعد ہے۔ انسان کا اصل مسئلہ اُس زندگی سے متعلق ہے، اِس زندگی سے نہیں۔ گویا ہماری اعتقادی اساس اور نظریاتی بنیاد کے اعتبار سے نسبت و تناسب (Ratio and proportion) میں اس دنیوی زندگی کی تو کوئی حیثیت ہی نہیں، یہ تو گویا نہ ہونے کے برابر ہے۔ یہ عارضی اور فانی ہے۔ جبکہ وہ ابدی ہے اور ہمیشہ کی زندگی ہے۔ یہ ہمارے ایمان کی دو بنیادیں ہیں جو قرآن حکیم کی ایک ہی آیت میں ان مختصر الفاظ میں سموئی ہوئی ہیں: "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ" کہ اللہ ہی ہمارا مبدا بھی ہے اور معاد بھی! یعنی ہم اللہ کے پاس سے آئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ ایمان اگر واقعتاً دل میں موجود ہو تو اس کا حاصل یہی تو ہے کہ دنیا میں اس طرح زندگی بسر کی جائے جیسے کوئی اجنبی یا راہ چلنے والا مسافر۔ ایک راہ گزر کو اپنے راستے سے جو دلچسپی ہو سکتی ہے اسے اس دنیا اور اس کے متعلقات کے ساتھ اس سے زائد دلچسپی ازروئے ایمان درست نہیں۔

(اسلام کا معاشی نظام از ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ)

اقتباس نگرانِ انجمن خدّام القرآن، کراچی

حیا کی تعلیم و تربیت، اہم فریضہ

شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ

بحیثیت امتی ہمارا فرض ہے کہ ہم بے حیائی کے اس سیلاب کے آگے بند باندھنے کی کوشش کریں۔ سب سے پہلے اپنی ذات میں حیا کو لازم پکڑیں، اس کے بعد اپنے گھر میں پردے، حجاب اور حیا کے احکامات پر عمل درآمد ہو، تعلیم و تربیت ایسی ہو کہ زندگیوں کو دین کے مطابق ڈھالنے میں آسانی ہو۔ پھر اسی چیز کو معاشرے میں عام کرنے کی کوشش کریں۔ گھر میں بالفعل حکم ہو جبکہ معاشرے میں دعوت و تبلیغ ہوگی، ترغیب و تشویق ہوگی۔ حکمرانوں کے پاس بہرحال اختیار ہے کہ بے حیائی کا خاتمہ کریں اور شریعت کے احکام پر عمل درآمد کروائیں۔ لیکن وہاں کیا ہو رہا ہے؟ ٹرانس جینڈر قانون پاس کرکے ہم جنس پرستی کو تحفظ دیا جارہا ہے۔ اللہ کی ان نافرمانیوں کی وجہ سے ہی ہم آج تباہی کے دہانے پر کھڑے ہیں۔ اللہ ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے۔ اللہ کے رسول ﷺ فرما رہے ہیں حیا نہیں تو ایمان نہیں۔ اس تعلق سے ہم ذہن سازی بھی کریں، بات کو بھی آگے بڑھائیں، بات چلتی ہے تو آگے چل کر اس کے اثرات بھی ہوتے ہیں۔ جیسا کہ 14 فروری کو پہلے ویلنٹائن ڈے منایا جاتا تھا۔ اس کے خلاف دینی طبقات نے بھی آواز اٹھائی، عوام نے بھی اس بے حیائی کے کام کے خلاف اپنا ردعمل دیا۔ اس کا نتیجہ ہے کہ رفتہ رفتہ ویلنٹائن ڈے کا رواج ختم ہوگیا۔ منکرات کے خلاف مہم کا یہی سلسلہ ہم لے کر چل رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس میں ہم سب کو حصہ ڈالنے کی بھی توفیق دے، کیونکہ اس کے بغیر اخروی نجات ممکن نہیں اور حیا کے بغیر بھی اخروی نجات ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین کے ان تقاضوں پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

(خطاب جمعہ، مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور، 3 مارچ 2023)

تاجِ رسالت ﷺ کے انمول نگینے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ

محمد ارشد

)استاذ قرآن اکیڈمی یسین آباد(

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لیے جو پاکیزہ نفوس پر مشتمل جماعت تیار کی تھی انھیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناقابل مثل وہ جماعت تھی جنھوں نے اپنی جان ومال اور جسم وجان کی تمام تر توانائیاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت و تائید میں لگا دیں۔ اور اسلام کی سلامتی و بقا اور اس کو بالفعل دنیا میں نافذ و قائم کرنے کے لیے اپنی ذات کی نفی کر کے اپنی زندگی کو ہر جہت اور ہر پہلو سے اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے وقف کردیا۔ ہر صحابی رسول تاج رسالت کا ایسا انمول نگینہ تھا کہ جس کا کفو اس کائنات میں مل ہی نہیں سکتا۔ اسی لیے خالق کائنات نے ان کی شان ان الفاظ سے بڑھائی اور ارشاد فرمایا:

"اللہ اُن سے خوش ہوا اور وہ اُس سے خوش ہوئے ")البینۃ 08(

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تربیت یافتہ صحابہ کرام میں سے اگر کسی کی منقبت لکھی جائے تو فیصلہ کرنا مشکل ہوتا ہے کہ لاکھوں کی تعداد میں بکھرے ہوئے ان انمول نگینوں میں سے کس کا انتخاب کیا جائے۔ ہر نگینہ اپنی ذات میں ایک روشنی کا مینار ہے۔ دور دور تک جس کی کرنیں ماحول کو تابناک بنائے ہوئے ہیں۔ خدمت، ایثار و قربانی، اور ہمت و جواں مردی اور ولولہ انگیز قیادت، دن کے شہسوار اور راتوں کے راہب کا ایک حسین امتزاج ہے گویا ستاروں کے جُھرمٹ میں اپنی نرم اور کومل کرنیں پھیلاتا چاند!

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسی حسین و جمیل گلدستے کا ایک دلآویز پھول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ آپ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے لڑکے تھے، اُن کا نام ان کے چچا حضرت انس بن نضر کے نام پر رکھا گیا تھا۔ آپ قبیلہ نجار سے تھے جو انصار مدینہ کا ایک معزز ترین خاندان تھا۔ والدہ ماجدہ کا نام ام سلیم سہلہ بنت لحان انصاریہ ہے جن کا سلسلہ نسب تین واسطوں سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے آبائی سلسلہ سے مل جاتا ہے اور رشتے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خالہ تھیں۔

قبل اسلام عربوں کی جہالت کا یہ نقشہ تھا کہ سوتیلے باپ)ابوطلحہ (کی صحبت میں جب بادہ جام کا دور چلتا تو بیٹا)انس (ساقی گری کرتا، وہ پہلے دوسروں کو پلاتا اور بعد میں خود پیتا تھا اور اس دس سالہ بچے کو روکنے والا کوئی نہیں تھا۔ حضرت انس کی کنیت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود تجویز فرمائی۔ ایک خاص قسم کی سبزی جس کا نام حمزہ تھا انس وہ چنا کرتے تھے چنانچہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی مناسبت سے ان کی کنیت ابوحمزہ پسند فرمائی۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ حضرت انس کو اپنے ساتھ لے کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے۔ اور عرض کیا: یہ لڑکا بڑا عقلمند ہے، یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کرے گا۔ اور اس طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت پر مامور ہو گئے۔ یہاں تک کہ رسول

اکرم ﷺ کی وفات ہوئی۔ حضرت انس کی خدمات بے مثال ہیں۔ کم و بیش دس برس رسالت مآب ﷺ کی خدمت کرتے رہے اور ان کو ہمیشہ اس شرف پر ناز رہا۔ آپ نماز فجر کے بعد رحمت اقدس میں حاضر ہوتے اور دوپہر کو اپنے گھر واپس آجاتے۔ کبھی نمازِ عصر پڑھ کر اپنے گھر واپس لوٹتے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہمیشہ حضور ﷺ کے ساتھ رہتے تھے سفر و حضر میں اور خلوت و جلوت میں ان کے لیے کوئی تخصیص نہ تھی اور نزول حجاب سے پہلے وہ رسول کریم ﷺ کے گھر میں آزادی کے ساتھ آتے جاتے تھے۔

حتیٰ کہ نو عمری کے باوجود غزوات میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ شریک ہوتے تھے۔ اسلام کا پہلا غزوہ غزوۂ بدر ہے، اس وقت ان کی عمر تقریباً گیارہ سال تھی۔ اس غزوہ میں بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان کی خواہش کے باوجود صغر سنی کی وجہ سے آپ ﷺ نے شرکت کی اجازت نہیں دی تھی۔ لیکن حضرت انس رضی اللہ عنہ بحیثیت خادم آپ ﷺ کے ساتھ غزوۂ بدر میں بھی شریک ہوئے ہیں۔ ان کی یہ شرکت چونکہ آپ ﷺ کے خادم کے طور پر تھی اس لیے بدری صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے تذکرے میں محدثین نے ان کا ذکر نہیں کیا ہے۔

وہ آپ ﷺ کے خادم تھے اور اپنے نام کے ساتھ خادمِ رسول اللہ ﷺ کا لفظ لگاتے اور اس پر فخر کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کو بھی اُن سے بہت محبت تھی کبھی کبھی پیار و محبت میں آپ ﷺ اُن کو "یَا بُنَيَّ" یعنی اے میرے بیٹے کہہ کر پکارتے تھے۔ آپ ﷺ اُن سے بچوں کی طرح مزاح فرماتے کبھی کبھی اَن کے کان پکڑ کر یا ذا الاذنین)اے دو کانوں والے (فرماتے۔ آپ ﷺ کے وہ تمام کام جو گھر کے بچے کرتے ہیں، حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی انجام دیتے۔ بچپن کے باوجود ذہانت اور سمجھداری بھی بہت تھی، کہتے ہیں کہ ایک بار میری والدہ نے مجھ سے معلوم کیا کہ تم اتنی دیر سے کہاں تھے؟ میں نے عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک کام سے بھیجا تھا۔ والدہ نے معلوم کیا کہ کیا کام تھا، میں نے عرض کیا کہ یہ آپ ﷺ کا راز ہے۔ والدہ نے فرمایا آپ ﷺ کا راز کسی کو نہ بتلانا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ام سلیم کی درخواست پر حضرت انس کے لیے ہر خیر کی دعا فرمائی اور آخر میں یہ دعا بھی فرمائی: اللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ، وَوَلَدَهُ، وَبَارِكْ لَهُ فِيمَا أَعْطَيْتَهُ۔

)اے اللہ! انس کو خوب مال اور اولاد سے نوازیے اور جو کچھ بھی آپ اس کو دیں اس میں برکت عطا فرمائیں(

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس دعا کا نتیجہ ہے کہ واللہ میرا مال بہت ہے اور میری اولاد اور میری اولاد کی اولاد آج سو سے بھی متجاوز ہے۔ بعض روایات میں اِن دعاؤں کے ساتھ... وَ اِدْخِلْهُ الْجَنَّةَ کا بھی اضافہ ہے۔)یعنی اے اللہ! اور اِن کو جنت میں داخل فرما(

حضرت انس رضی اللہ عنہ نماز بہت اچھی پڑھتے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَشْبَهَ صَلَاةً بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنِ ابْنِ أُمِّ سُلَيْمٍ۔

)یعنی میں نے کسی کو حضرت انس سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کے مشابہ نماز پڑھتے نہیں دیکھا(

حضرت انس رضی اللہ عنہ کثیر الروایہ صحابی ہیں، ہجرت نبوی ﷺ کے بعد اُن کا پورا وقت آپ ﷺ کی خدمت اور صحبت میں گزرا اور انھیں بہت قریب سے آپ ﷺ کے اعمال کو دیکھنے اور اقوال سننے کا موقع ملا ہے۔ اِن کی روایت کردہ احادیث کی تعداد 2276 ذکر کی جاتی ہیں۔ انہوں نے آپ ﷺ کے بعد اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایات لی ہیں۔ اُن سے روایت لینے والے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ہیں، تابعین رحمۃ اللہ علیہم اور ان کے تلامذہ کی ایک بڑی جماعت ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو بعض حکومتی کاموں کا ذمہ دار بنا کر بحرین بھیجا تھا۔ آپ نے آخر میں بصرہ میں سکونت اختیار کرلی تھی۔ وہیں 93 ہجری میں اس خادم رسول ﷺ اور آپ کے چہیتے اور وفادار صحابی نے اس دنیا کو خیر باد کہا۔ بصرہ میں وفات پانے والے آخری صحابی حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔

حوالہ جات:

1۔ حب رسول ﷺ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی نظر میں..... مفتی تنظیم عالم قاسمی
2۔ معارف الحدیث.......مولانا محمد منظور احمد نعمانی رحمۃ اللہ علیہ

روزہ، صدقۃ الفطر کے مسائل

مفتی امان اللہ خان قائم خانی

استاذ و مسئول شعبہ تصنیف و تالیف قرآن اکیڈمی یاسین آباد

مسائل صوم

روزہ کو عربی میں صوم کہتے ہیں، اِس کے لفظی معنی کسی چیز سے رُک جانا اور اُس کو ترک کر دینا ہے۔ شرعی اصطلاح میں صوم (روزہ) سے مراد یہ ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کی عبادت کی نیت سے صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جنسی ضرورت پوری کرنے سے رُکا رہے۔ سال بھر میں ایک ماہ یعنی رمضان المبارک کے روزے فرض ہیں۔ اِس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ اور بغیر عذر کے ترک کرنے والا فاسق اور سخت گناہ گار ہے۔ ذیل میں ہم روزے کی دیگر تفاصیل میں جانے کی بجائے مختصر انداز میں روزہ ٹوٹنے یا نہ ٹوٹنے کے مسائل کا تذکرہ کرنے پر اکتفا کریں گے۔ تاکہ طوالت سے بچتے ہوئے ضروری مسائل کو ذکر کیا جا سکے:

1۔ اگر کسی شخص کو کوئی ایسی بیماری ہو جس کی بنا پر کوئی دیندار ماہر ڈاکٹر اسے روزہ نہ رکھنے کا کہے، کیونکہ روزہ رکھنے کی صورت میں اس کی بیماری مزید بڑھنے کا خدشہ ہو تب اس شخص کے لیے گنجائش ہے کہ فی الحال روزہ نہ رکھے، اور صحت یابی کے بعد ان روزوں کی قضا کرے۔ اگر صحت یابی کی بظاہر کوئی امید نہیں تو ہر روزے کے بدلے ایک فدیہ ادا کر دے، فدیے کی مقدار صدقۃ الفطر کے برابر ہے۔

2۔ فدیہ لینے کا مستحق ہر وہ شخص ہے جو مستحق زکوٰۃ ہو۔ خواہ وہ قریبی رشتہ داروں میں سے ہو یا کوئی اور شخص ہو۔

3۔ اسی طرح اگر روزہ رکھنے سے عورت کی جان کو یا دودھ پینے والے بچے کی جان کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں عورت روزے چھوڑ سکتی ہے، لیکن بعد میں ان روزوں کی قضا ضروری ہوگی۔

4۔ روزے کی حالت میں انجیکشن لگوانے سے روزے میں کچھ فرق نہیں پڑتا۔

5۔ روزہ کی حالت میں ڈرپ لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، البتہ روزہ میں بغیر ضرورت کے محض طاقت کے لیے ڈرپ لگانا) تاکہ روزہ محسوس نہ ہو (مکروہ ہے۔

6۔ روزے کی حالت میں کرونا ٹیسٹ کرایا تو روزہ نہیں ٹوٹا، بشرطیکہ ناک میں ڈالی جانے والی روئی پر کوئی دوا وغیرہ نہ لگی ہو۔ اگر اس روئی پر کوئی دوا وغیرہ لگی ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

7۔ اگر روزہ دار بھول کر کچھ کھا لے یا پی لے، یا بھول کر جماع وغیرہ کر لے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

8۔ روزے میں سرمہ لگانا، تیل لگانا اور خوشبو سونگھنا درست ہے، اس سے روزہ میں فرق نہیں پڑتا۔ بلکہ اگر سرمہ لگانے کے بعد تھوک

وغیرہ میں سرمے کا رنگ دکھائی دے تو بھی روزہ درست ہے۔

9۔ حلق کے اندر مکھی چلی گئی یا دھواں چلا گیا یا گرد وغبار چلا گیا تو روزہ نہیں ٹوٹا، البتہ جان بوجھ کر ایسا کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

10۔ پمپ انہیلر وغیرہ کے استعمال سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ تاہم مریض کو شدید تکلیف ہو اور وہ انہیلر استعمال کر لے تو روزہ ٹوٹ جائے گا، بعد میں اس روزے کی قضا کرنی ہو گی۔

11۔ روزے کی حالت میں غرارے نہ کیے جائیں۔ تاہم شدید مجبوری کی بناء پر اگر غرارہ کر لیا گیا تو روزہ اسی صورت میں فاسد ہو گا جب پانی حلق سے نیچے اتر جائے، ورنہ روزہ فاسد نہ ہو گا۔

12۔ حقہ، سگریٹ پینے یا نسوار کھانے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

13۔ دانتوں میں کھانا پھنس گیا، اگر دانتوں سے نکال کر کھا لیا لیکن منہ سے باہر نہیں نکالا تھا، تو اگر وہ کھانا چنے سے کم ہو تب تو روزہ باقی ہے، اور اگر چنے کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو روزہ ٹوٹ گیا۔ اس کے برعکس اگر کھانا منہ سے باہر نکال لیا تھا، پھر اس کے بعد نگل لیا تو روزہ ہر حال میں ٹوٹ گیا، چاہے وہ چیز چنے کے برابر ہو یا اس سے بھی کم ہو۔

14۔ تھوک نگلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، چاہے جتنا ہو۔

15۔ خود بخود قے)الٹی آ جانے(سے روزہ نہیں ٹوٹتا چاہے تھوڑی سی قے ہوئی ہو یا زیادہ، البتہ اگر جان بوجھ کر قے کی اور منہ بھر کر الٹی آئی تو روزہ ٹوٹ گیا، اور اگر الٹی تھوڑی ہو تو روزہ باقی ہے۔

16۔ تھوڑی سی قے)الٹی(آئی، پھر خود ہی حلق میں لوٹ گئی تب بھی روزہ نہیں ٹوٹا، جان بوجھ کر لوٹا لینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

17۔ کسی نے کنکری یا لوہے کا ٹکڑا وغیرہ کوئی ایسی چیز کھا لی جس کو نہیں کھایا کرتے اور نہ کوئی اسے بطور دوا کھاتا ہے تو اس کا روزہ ٹوٹ گیا، لیکن اس پر کفارہ واجب نہیں۔ اور اگر ایسی چیز کھائی یا پی جس کو لوگ عموماً کھایا کرتے ہیں یا دوا کے طور پر کھاتے ہیں تو بھی روزہ ٹوٹ گیا، قضا و کفارہ دونوں واجب ہیں۔ روزے کا کفارہ یہ ہے کہ لگاتار 60 روزے رکھے جائیں، اس کی قدرت نہ ہونے پر 60 مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلایا جائے۔

18۔ کان میں تیل ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، لیکن صرف قضا واجب ہے، کفارہ واجب نہیں، جب کہ کان میں پانی جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

19۔ اگر زبان سے کوئی چیز چکھ کر تھوک دی تو روزہ نہیں ٹوٹا، لیکن بلا ضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے۔

20۔ ٹوتھ پیسٹ سے دانت صاف کرنا مکروہ ہے۔ اگر پیسٹ کا کچھ حصہ بھی حلق میں اتر جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ البتہ مسواک سے دانت صاف کرنا نہ صرف درست ہے بلکہ سنت سے بھی ثابت ہے، مسواک چاہے خشک لکڑی کی ہو یا تازہ جڑ کی ہو۔

مسائل صدقۃ الفطر

بدن کی زکوٰۃ کو صدقۂ فطر کہا جاتا ہے۔ فطر کے معنی روزہ کھولنے یا روزہ نہ رکھنے کے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں اُس صدقہ کا نام صدقۂ فطر ہے جو ماہِ رمضان کے ختم ہونے پر روزہ کھل جانے کی خوشی اور شکریہ کے طور پر ادا کیا جاتا ہے۔ نیز صدقۂ فطر رمضان کی کوتاہیوں اور غلطیوں کا کفارہ بھی بنتا ہے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ زَكَاةَ الْفِطْرِ طُهْرَةً لِلصَّائِمِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطُعْمَةً لِلْمَسَاكِينِ۔ (ابو داؤد)

صدقۂ فطر روزہ دار کی بے کاربات اور فحش گوئی سے روزے کو پاک کرنے کے لیے اور مساکین کو کھانا کھلانے کے لیے مقرر کیا ہے۔

صدقۂ فطر ہر صاحب نصاب مسلم، عاقل اور بالغ پر واجب ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جو مسلمان اتنا مالدار ہے کہ ضروریات سے زائد اُس کے پاس اُتنی قیمت کا مال واسباب موجود ہے جتنی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اُس پر عید الفطر کے دن صدقۂ فطر واجب ہے، چاہے وہ مال واسباب تجارت کے لیے ہو یا نہ ہو، چاہے اُس پر سال گزرے ہوں یا نہیں۔ اسی طرح یہ صدقہ فطر انسان نہ صرف اپنی جان کے بدلے نکالے گا بلکہ اپنی نابالغ اولاد اور ان تمام افراد کی جانب سے بھی نکالے گا جو اس کی پرورش میں ہیں۔ جب کہ بالغ افراد اپنا صدقہ فطر خود ہی نکالیں گے اگر وہ صاحب نصاب ہیں۔

صدقۂ فطر عید الفطر کے دن صبح صادق ہوتے ہی واجب ہوجاتا ہے۔ لہٰذا جو شخص صبح صادق ہونے سے پہلے ہی انتقال کرگیا تو اُس پر صدقۂ فطر واجب نہیں ہے اور جو بچہ صبح صادق سے پہلے پیدا ہوا ہے اُس کی طرف سے ادا کیا جائے گا۔ لہذا ادائیگی کا اصل وقت عید الفطر کے دن نماز عید سے پہلے ہے، البتہ رمضان کے آخر میں کسی بھی وقت ادا کیا جاسکتا ہے۔ نمازِ عید الفطر کی ادائیگی تک صدقۂ فطر ادا نہ کرنے کی صورت میں نماز عید کے بعد بھی قضا کے طور پر دے سکتے ہیں، لیکن اتنی تاخیر کرنا بالکل مناسب نہیں ہے کیونکہ اِس سے صدقۂ فطر کا مقصود اور مطلوب ہی فوت ہوجاتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کے الفاظ ہیں کہ

مَنْ أَدَّاهَا قَبْلَ الصَّلَاةِ فَهِيَ زَكَاةٌ مَقْبُولَةٌ، وَمَنْ أَدَّاهَا بَعْدَ الصَّلَاةِ فَهِيَ صَدَقَةٌ مِنَ الصَّدَقَاتِ۔ (ابوداؤد)

جس نے اسے نماز عید سے پہلے ادا کردیا تو یہ قابل قبول زکاۃ) صدقۂ فطر (ہوگی اور جس نے نماز کے بعد اسے ادا کیا تو وہ صرف صدقات میں سے ایک صدقہ ہی ہے۔

صدقۂ فطر کی مقدار:

کھجور اور کشمش کو صدقۂ فطر میں دینے کی صورت میں ایک صاع) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کا ایک پیمانہ (یا اس کی قیمت صدقۂ فطر میں ادا کرنا اور گندم کے حساب سے آدھا صاع یا اس کی قیمت صدقۂ فطر میں ادا کی جائے۔ صدقۂ فطر میں گیہوں کی قیمت دینے والے حضرات تقریباً پونے دو سیر گندم کی قیمت بازار کے بھاؤ کے اعتبار سے صدقۂ فطر میں ادا کریں۔ صدقۂ فطر غریب وفقیر مساکین کو دیا جائے۔ اپنے علاقے کے اعتبار سے موجودہ مالیت متعین کرنے کے لیے کسی بھی قریبی دکان سے پونے دو سیر گندم کی قیمت معلوم کرلیں۔) اس سال شہر کراچی میں گندم کے اعتبار سے فدیے کی رقم 250 روپے ہے (۔

متفرق مسائل

*ایک شہر سے دوسرے شہر میں صدقۂ فطر بھیجنا مکروہ ہے،) یعنی جہاں آپ رہ رہے ہیں مثلاً کراچی میں ہیں تو وہیں صدقۂ فطر ادا کریں (ہاں اگر دوسرے شہر یا دوسرے ملک میں اُس کے غریب رشتہ دار رہتے ہیں یا وہاں کے لوگ زیادہ مستحق ہیں تو اُن کو بھیج دیا تو مکروہ نہیں ہے۔

*ایک آدمی کا صدقۂ فطر کئی فقیروں کو اور کئی آدمیوں کا صدقۂ فطر ایک فقیر کو دیا جاسکتا ہے۔

*جس شخص نے کسی وجہ سے رمضان المبارک کے روزے نہیں رکھے، اُس پر بھی صدقۂ فطر واجب ہے۔

*آج کل جو نوکر چاکر اجرت پر کام کرتے ہیں ان کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرنا مالک پر واجب نہیں ہے۔

غزوۂ بدر۔۔۔معرکۂ خیر و شر

راحیل گوہر صدیقی

معاون شعبہ تصنیف و تالیف قرآن اکیڈمی یاسین آباد

روزِ ازل سے شر خیر کے تعاقب میں ہے اور چاہتا ہے کہ اسے اپنے پنجۂ استبداد میں جکڑ کر اس کے وجود کو بے معنی کر دے۔ بظاہر شر کی قوتیں خیر پر حاوی نظر آتی ہیں لیکن نتیجے کے اعتبار سے فتح انجام کار خیر کی ہی ہوتی ہے، اس لیے خیر حق کا ہی دوسرا روپ ہے۔

بنی اسرائیل کے آخری رسول مسیح علیہ السلام کے لگ بھگ 600 برس بعد جزیرہ نمائے عرب میں اس سلسلۃ الذہب کی آخری کڑی خاتم المرسلین و خاتم النبیین محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آفتابِ رسالت کی روشنی نے عرب کے گوشے گوشے کو منور اور تابناک کر دیا۔ برسہا برس سے چھائے ہوئے اندھیروں کی قبا چاک ہو گئی۔ جھوٹے خداؤں کے منہ زمین بوس ہو گئے، غلامی کی زنجیریں ٹوٹنے لگیں، حقوق و فرائض کے بگڑے ہوئے توازن میں اعتدال پیدا ہو گیا۔ ظلم و جبر کی برچھیوں تلے سسکتی انسانیت کو سکھ کا سانس لینے کی ساعتیں نصیب ہوئیں۔ انسان کے مادی تقاضوں کی اصلاح کے ساتھ قلب و ذہن میں بھی ایک عظیم تر روحانی انقلاب برپا ہو گیا۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ "رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیاسی زندگی" میں لکھتے ہیں :

"دنیا میں برائی اور گناہ کو فنِ لطیف بنا دینے والے بھی اور قوم کی حالت پر کڑھنے اور درد مند دل رکھنے والے بھی ہر جگہ اور ہر زمانے میں ہوتے ہیں۔ برائی اور اخلاقی پستی جتنے بڑے طبقے میں پھیلتی اور شدت اختیار کرتی ہے، اسے اتنے ہی بڑے کردار کے مصلح کی ضرورت ہوتی ہے۔"

رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی کچھ ایسے ہی اخلاقی پستیوں میں گرے لوگوں کے درمیان مبعوث کیے گئے۔ اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے اخلاق و کردار کے مقام رفیع پر فائز کر کے ان شرک و اوہام اور نجاست و آلودگیوں میں ڈوبے وحشی لوگوں کی اصلاح اور ہدایت صالحہ کی غرض سے بھیجا اور ان کا مقصد بعثت قرآن حکیم میں ان الفاظ میں بیان ہوا :

هُوَ الَّذِىۡ بَعَثَ فِى الۡاُمِّيّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيۡهِمۡ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ وَاِنۡ كَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍۙ (الجمعہ: 02)

"وہی تو ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو اُنھیں اُس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور اُن کو پاک کرتا ہے۔ اور اُنھیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے یقیناً یہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔"

شر ی قوتوں پر جب حق و صداقت کی کاری ضرب لگتی ہے اور ان کے باطل عقائد و نظریات کی بنیادیں متزلزل ہونے لگتی ہیں تو اُنھیں اپنی سلامتی و بقا کی فکر لاحق ہوتی ہے۔ کیونکہ ایک جمے جمائے نظام سے کسی کا اعلانِ بغاوت اُن کے مکر و فریب اور مفاد پرستی کی جڑیں ہلا دینے کے مترادف سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ توحید کی دعوت و تبلیغ کا مرحلہ شروع ہوا اور جس نے اس دعوت کو قبول کیا، اس پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ دیے

گئے، کسی کو دہکتی آگ پر ننگی پیٹھ لٹایا گیا، کسی کو اتنا پیٹا گیا کہ بس مرنے کی کسر باقی رہ گئی۔ ایک مومنہ خاتون کو برچھی مار کر شہید کر دیا گیا، غرض کہ ایک داستانِ خونچکاں ہے جس سے تاریخ کے صفحات رنگین ہیں۔ آخر کار اس بہیمانہ تشدد و تعذیب سے نجات کے لیے اللہ کا حکم آگیا اور ان سعید روحوں کو مکہ سے ہجرت کرنے کی اجازت دے دی گئی، چنانچہ پہلے حبشہ اور بعد میں مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی گئی۔ مگر مدینہ آکر بھی چین نصیب نہ ہوا، معاندین اسلام مسلمانوں کے خلاف سازشوں کے جال بنتے رہے۔ جس کے نتیجے میں رسول مکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں غزوات و سرایا کا ایک طویل سلسلہ شروع ہوا۔ جن میں ایک "غزوہٴ بدر" بھی ہے۔

17 رمضان المبارک 2 ہجری جمعتہ المبارک کے دن بدر کے مقام پر کفر اور اسلام صف آرا ہوئے۔ مسلمانوں کی صف میں 83 مہاجر اور 230 انصار تھے۔ بنی اوس سے 60 اور خزرج میں سے 170۔ ان لوگوں کے پاس اسلحہ بھی نا مکمل تھا اور سواری کا معقول انتظام بھی نہ تھا۔ صرف 60 اونٹ اور 2 گھوڑے۔ ان کے مقابلے میں ایک ہزار پوری طرح سے مسلح سوار تھے۔ جن کے پاس 700 اونٹ اور 300 سو گھوڑے تھے۔ ظاہری اسباب کے لحاظ سے کسی جنگ کے بغیر ہی پیادہ پا مسلمان کفار کے اونٹوں اور گھوڑوں کے پاؤں تلے روندے جاتے تو مبالغہ نہ ہوتا۔ کئی مسلمانوں نے اس خیال کا اظہار بھی کیا اور خود رسول اکرم ﷺ بھی متردد تھے اور فرمانِ الٰہی کے منتظر!

حزب اللہ کے لشکر کی گھانس پھونس کی ایک جھونپڑی میں اللہ کے رسول ﷺ نے ایک طویل سجدہ کیا اور اس میں انتہائی آہ وزاری کے ساتھ یہ دعا فرمائی:

> "اے اللہ! میں نے اپنی 15 برس کی کمائی میدان میں لا کر ڈال دی ہے۔ کل اگر یہ لوگ شہید ہو گئے تو پھر قیامت تک تیرا نام لینے والا کوئی نہیں رہے گا اور تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا میری نصرت کا، اب اس کو پورا کرنے کا وقت آگیا ہے۔"

تردد کی کیفیت اور حالات کی نزاکت اور مٹھی بھر مسلمانوں کے دلوں کے حال کا جو نقشہ خود اللہ تعالیٰ نے بیان کیا۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود دھکیل کر مسلمانوں کو مدینہ سے باہر نکالا اور میدانِ جنگ کی طرف بڑھا لے گیا تاکہ حوادث و اتفاقات کے پردوں میں جلوہ آرا ہو کر اپنی مشیت کا مظاہرہ کروائے اور ظاہر بینوں کو یہ دکھلا دے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام سے باطل پر حق کیسے غالب آیا کرتا ہے۔ ارشاد فرمایا:

كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۠ وَ اِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ۝٥ يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَ هُمْ يَنْظُرُوْنَ ۝٦ وَ اِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآىِٕفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَ تَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَ يَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ۝٧ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَ يُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۝٨ (الانفال)

"اے محمد ﷺ! دیکھو تو کس طرح آپ کا رب آپ کو اپنے گھروں سے نکال کر ایک مصلحت حقیقی کی بنا پر مقام بدر تک لے آیا باوجودیکہ مسلمانوں کا ایک گروہ ناخوش تھا۔ مصلحت خداوندی واضح ہو جانے کے بعد بھی وہ آپ سے یوں تکرار کر رہے تھے گویا کہ وہ دیدہ و دانستہ موت کے منہ میں ڈالے جا رہے ہیں اور جب اللہ نے یہ خوشخبری دی کہ دونوں گروہوں میں سے ایک آپ لوگوں کے ہاتھ لگے گا تو یہ چاہ رہے تھے کہ غیر مسلح گروہ ہاتھ لگے اور اللہ یہ ارادہ کر رہا تھا کہ اپنے حکم سے حق کا غلبہ ظاہر کر دے اور کفار کی جڑیں کاٹ کر رکھ دے تاکہ حق کا غلبہ اور جھوٹ کی سرکوبی واضح ہو جائے۔ اگرچہ مجرم لوگوں کو یہ کتنا ہی ناگوار کیوں نہ ہو۔"

یہاں دو گروہوں سے مراد ایک گروہ ابوسفیان کا تجارتی قافلہ تھا جسے اسی وقت وہاں سے گزرنا تھا اور دوسرا گروہ کفار مکہ کا تھا جو انتقام کی آگ میں جھلس کر مسلمانوں سے برسرِ پیکار ہونے آرہے تھے۔ ابوسفیان کا تجارتی قافلہ تو دوسرے راستے سے ہو کر نکل گیا اور جنگی قافلہ

آن پہنچا۔ چنانچہ جنگ شروع ہوئی اور ساتھ ہی رحمتِ الٰہی جوش میں آئی اور نصرت الٰہی سے کفار قریش کو ذلت آمیز شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ ان کے 70 سربرآوردہ لوگ قتل ہوئے اور 70 ہی مشہور آدمی قیدی بنا لیے گئے۔ جبکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے 14 افراد نے جام شہادت نوش کیا۔ رسول اکرم ﷺ کا ازلی دشمن ابوجہل بھی اسی جنگ میں مارا گیا۔ جس کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ "یہ شخص اس امت کا فرعون ہے۔"

مذکورہ بالا تمام واقعات سیرت نگاروں نے اپنے اپنے انداز سے تحریر کیے ہیں جو بیشتر قارئین کے مطالعہ میں آتے رہتے ہیں۔ اس میں غور و فکر کی بات یہ ہے کہ اس فتح و شکست کے کیا اثرات اس وقت کے مسلمانوں پر مرتب ہوئے اور اس واقعے میں آج کے مادہ پرستانہ دور کے مسلمانوں کے لیے کیا سبق ہے؟ وہاں تو یہ ہوا کہ غزوۂ بدر کی شکست فاش کے نتیجے میں پورے عرب اور خاص طور پر بدر کے قریب کے علاقے میں اہلِ ایمان کی دھاک بیٹھ گئی کہ قریش کی ایک بڑی جمیعت 313 مسلمانوں سے شکست کھا گئی۔ اس خبر سے پورے عالم عرب میں تہلکہ مچ گیا اور اس زبردست کامیابی کے نتیجے میں اسلام کی دعوت کو بڑی تقویت ملی۔

اس موقع پر سرفروشانِ اسلام کی تعداد انتہائی قلیل تھی اور ہتھیار بھی نہ ہونے کے برابر تھے، مگر اللہ کی نصرت غیبی نے اُنھیں کامیابی سے ہمکنار کیا۔ لیکن آج ہماری تعداد اربوں میں ہے اور ہم ایٹمی ہتھیار کے مالک بھی ہیں، پھر بھی دنیا میں ہماری نہ کوئی عزت و وقعت ہے اور نہ کوئی ہماری واضح شاخت! اگر آج بھی امت مسلمہ غزوۂ بدر کے حقائق پر غور کرے تو یہ بات آسانی سے سمجھ آجائے گی کہ اگر جذبہ صادق ہو۔ ایمان و یقین اپنے پورے تقاضوں کے ساتھ قلب و ذہن میں راسخ ہو تو مادی وسائل کی کمی کامیابی میں رکاوٹ نہیں بن سکتی۔ عزت و توقیر اور فتح و نصرت آج بھی ہر محاذ پر ہمارے قدم چومے گی۔ اللہ تعالیٰ کی غیبی مدد وہاں بھی آئی تھی اور جب بھی ہم متحد ہوجائیں گے اور رسول اکرم ﷺ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دین کو غالب کرنے کے لیے جدوجہد کریں گے، اللہ کی غیبی مدد تب بھی ضرور آئے گی۔

ظاہر بینوں کے لیے یہ بات ناقابلِ فہم رہے گی لیکن خدائی تدبیروں اور انسانی منصوبوں میں امتیاز سمجھنے والے لوگ جانتے ہیں کہ مشیت ایزدی اسباب کے پردوں میں اسی طرح کارفرما ہوا کرتی ہے۔ قوانین قدرت اپنی جگہ مصروف کار ہی رہتے ہیں۔ اسباب و علل کے کُل پرزے اپنے کاموں میں لگے رہتے ہیں اور مشیت الٰہی اپنی بالادستی کا مظاہرہ کرجاتی ہے۔ تقدیر اور تدبیر کے درمیان یہی وہ نقطۂ اتصال ہے جس کے گرد مومن کا ایمان مصروفِ طواف رہتا ہے۔ یہی وہ نکتہ ہے جس میں سرِ ایمان تمام تر مستور ہے۔ ایمان کو اسی سے غذا ملتی ہے اور یہی مومن کا سرمایہ افتخار ہے۔

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو

اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی!

*****

نگرانِ انجمن شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کا خطاب عام (تیسری قسط)

مؤرخہ 04 دسمبر 2022ء کو انجمن خدام القرآن سندھ کا سالانہ اجلاس منعقد ہوا، جس میں نگرانِ انجمن نے "قرآن حکیم کا انقلابی منشور" کے عنوان سے خطاب عام فرمایا۔ اس خطاب کا تحریری متن "آئینہ انجمن" میں قسط وار شائع کیا جا رہا ہے۔

تیسرا نکتہ: انفرادی اور اجتماعی امن

تیسرا نکتہ ہے انفرادی اور اجتماعی امن کا معاملہ۔ اس حوالے سے ہمارے استاذِ محترم ڈاکٹر اسرار صاحب رحمہ اللہ کا ایک خطاب ہے جو کہ ایک کتابچہ کی شکل میں بھی ہے: "قرآن اور امنِ عالم" اس میں بڑی تفصیلی بحث ہے جو کہ highest intellectual level پر بھی ہے اور ذرا سی فلسفیانہ بھی ہے۔

میں اس کے دو تین پہلو اختصار سے آپ کے سامنے رکھنا چاہوں گا۔ فطرتِ انسانی اگر سلامت ہو تو ایمان بندے کو امن عطا کرتا ہے تو کوئی بھی شخص جو اللہ تعالیٰ کو اللہ کے نام سے نہ مانتا ہو لیکن اگر فطرتِ انسانی سلامت ہے تو انسان تلاش میں رہتا ہے۔ کیوں؟ کچھ حقائق کو جاننا یا زندگی کے کچھ بنیادی مسائل کا جواب ملنا یہ انسانی فطرت کی پکار ہے۔ اور وہ تین بنیادی سوالات کیا ہیں؟ یہ کائنات کیا ہے؟ کیا کوئی ہے جس نے اس کو بنایا ہے؟ اور میں کون ہوں؟ اور میری اس کائنات میں ذمہ داری کیا ہے؟ اور اگر مجھے کوئی بنانے والا ہے تو وہ مجھ سے کیا چاہتا ہے؟ تو سلیم الفطرت انسان، شعور رکھنے والا، غور و فکر کرنے والا جس کی فطرت مسخ شدہ نہ ہو جب بھی غور کرے گا تو ایک نتیجہ پر تو پہنچے گا کہ کوئی تو ہے جو نظامِ ہستی چلا رہا ہے وہی خدا ہے۔

اب اگلا ایک اور موضوع ہے، قرآن پہلی آیتِ کریمہ سے اس کتابِ کائنات کو پڑھنے کی دعوت دیتا ہے، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ایک صاحب کا بڑا خوبصورت جملہ ہے کہ اگر آپ کتابِ کائنات نہیں پڑھ رہے تو کتابِ الٰہی سمجھنا مشکل ہوگا، اگر کتابِ کائنات پر غور و فکر نہیں کر رہے ہیں تو کتابِ الٰہی سے جیسا کہ اس کا حق ہے استفادہ نہیں ہو سکے گا۔ اور خود کتابِ الٰہی اس کی غور و فکر کی دعوت دیتی ہے: اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ بیشک آسمان اور زمین کی تخلیق میں اور رات اور دن کے بدلتے نظام میں عقل مند لوگوں کے لیے یقیناً نشانیاں موجود ہیں۔ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰي جُنُوْبِهِمْ، جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے بھی اور کروٹوں پر بھی، وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، اور آسمان و زمین کی تخلیق میں غور و فکر کرتے ہیں تو ایک نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ کوئی بنانے والا ہے کہ، رَبَّنَا، اے ہمارے رب، مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا، تو نے یہ سب کچھ بے کار پیدا نہیں کیا، سُبْحٰنَكَ، تو اس بات سے پاک ہے کہ بغیر کسی مقصد کے کسی شے کو پیدا کرے، فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ (آل عمران) پس ہمیں آگ کے عذاب سے بچا دے۔

یہ قرآنِ حکیم غور و فکر کی دعوت دیتا ہے اور غور و فکر کرنے والا ایک سلیم الفطرت انسان جب تک اسے ان سوالات کے واقعتاً جوابات نہیں

ملتے اس کا باطن ایک انتشار کی کیفیت میں رہتا ہے۔ جب اس کو ان بنیادی سوالات کے واقعتاً جوابات ملتے ہیں تو اس کو امن یسر آتا ہے اور اس کے باطن میں اٹھنے والا انتشار تھم جاتا ہے۔ قرآنِ حکیم اس فلسفے کو سورۃ الانعام میں ابراہیم علیہ السلام کے قصے کے ساتھ فوراً بیان فرماتا ہے: فَاَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ، کون سا گروہ امن کا زیادہ حق دار ہے۔ امن کا حقدار کون ہے؟ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ، وہ لوگ کہ جو ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کے ساتھ کسی ظلم یعنی شرک کی آمیزش نہیں کی، اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ، ان کے لیے ہی امن ہے۔

باطن میں اٹھنے والے سوالات اور ان کے جوابات کے نتیجے میں اندر کے اس انتشار کو امن ملتا ہے۔ اور یہ جوابات عطا ہوتے ہیں پیغمبر کی تعلیم کے ذریعے، جس کو سادہ الفاظ میں ہم ایمان کی دولت کہتے ہیں، جس کو یہ ایمان مل جاتا ہے وہ امن پا جاتا ہے۔ اسی لیے صاحبِ ایمان کو مومن بھی کہا جاتا ہے اور نہ صرف یہ کہ اسے باطن کا امن ملتا ہے حقائقِ زندگی کھلتے ہیں۔ تفصیل اس سے مزید خوبصورت ہو جائے گی کہ بانیٔ محترم کے الفاظ میں اب اس کے ظواہر میں بھی امن کا اظہار ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ ظواہر سے مراد اعمال اور معمولاتِ زندگی ہیں، بدلتے حالات میں وہ منتشر نہیں ہوتا، باوقار زندگی گزارتا ہے اور اس کی ذات دوسروں کے لیے امن کا باعث بنتی ہے، حدیث میں ہے: اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِن لِّسَانِهِ وَيَدِهِ، مسلمان کون ہے؟ جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرا مسلمان محفوظ رہے، وَالْمُؤْمِنُ مَنْ أَمِنَهُ النَّاسُ عَلٰى دِمَائِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ، اور مومن کون ہے۔ جس سے دوسرے لوگ امن میں رہیں۔

ایک فرد کو ملنے والے امن کا اظہار واقعتاً اعمال میں ہو تو یہ ایک امن والے معاشرے کی تشکیل کا باعث بنے گا۔

اس امن والے معاشرے کی جھلکیاں ان شاء اللہ آگے ہم ذکر کریں گے۔ وہ معاشرہ جہاں وہ قوت جمع ہو جائے کہ جہاں امن پا جانے والے اہلِ ایمان کا مجمع ہو اور یہی صاحبِ ایمان مجتمع ہو کر ایک عالمی امن کا باعث بن سکتے ہیں، جیسے پیغمبر کے ذریعے خالق کی تعلیم بندے کو باطن کا امن دیتی ہے، ظاہر میں اس کو امن دینے والا بناتی ہے، اسی خالق کی تعلیم پر جب ایک عادلانہ نظام قائم ہو گا تو وہ انسانیت کے لیے امن کا باعث بنے گا۔ تو یہ ہے انفرادی اور اجتماعی سطح پر امن کا معاملہ جو یسر آتا ہے اہلِ ایمان کو اور ان کے ذریعے پوری دنیا والوں کو۔

یہ بات عقلاً بالکل ٹھیک ہے، عملاً ثابت شدہ ہے کہ فی الحال ہمیں یہ امن یسر نہیں ہے۔ تو اس کے لیے ہم اپنے ایمان کے دعوے کو دیکھ لیں اور یہ دیکھ لیں کہ وہ ایمان کس درجے کا ہے اور کیا وہ مجھے امن دے رہا ہے کہ میں دوسروں کے لیے امن کا باعث بنوں۔ اس پر دروں بینی، غور و فکر کرنے اور سوچنے کی ضرورت ہے۔ یہ تیسری بات تھی کہ قرآنِ حکیم افراد کے باطن اور ظاہر کو بدلنے کے اعتبار سے ہمیں انقلابی منشور عطا کر رہا ہے۔ جس کی بنیاد پر انفرادی امن اجتماعی امن کا باعث بنتا ہے۔

چوتھا نکتہ: عقل و وحی اور جسم و روح کا توازن

چوتھا نکتہ ہے عقل و وحی اور جسم و روح کا توازن، قرآنِ حکیم کی عملی تعبیر کس سے ملے گی؟ قرآنِ حکیم کا عملی نمونہ کہاں سے ملے گا؟ یقیناً نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملے گا۔

مائیکل ایچ ہارٹ کی ایک مشہور کتاب great hundred کے نام سے ہے، اس نے تاریخ میں سے سو ایسے افراد کو منتخب کیا جنھوں نے تاریخ پر سب سے زیادہ اثر ڈالا ہے۔ اس نے نمبر تین پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر کیا ہے حالانکہ وہ عیسائی ہے، لیکن کتاب میں پہلے نمبر پر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کرتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ اس کے پہلے نمبر پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رکھنے سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں کوئی اضافہ نہیں ہو جاتا، اور نہ ہمیں کوئی حاجت ہے کہ ہم مائیکل ایچ ہارٹ کے کہنے پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عظمت کے قائل ہوں۔ قطعاً نہیں! یہ مائیکل ایچ ہارٹ کی

مجبوری ہے کہ خود اسے تسلیم کرنا پڑا اور محمد مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں یہ سب کہنا پڑا۔ عربی میں کہا جاتا ہے: وَالْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْأَعْدَاءُ، فضیلت تو وہ ہے کہ دشمن بھی جس کی عظمت کا اعتراف کرے۔

اس چوتھے نکتے میں مائیکل ایچ ہارٹ کا حوالہ عقل و وحی اور جسم و روح کے توازن کی روشنی میں دینا چاہتا ہوں۔ مائیکل ایچ ہارٹ کہتا ہے:

"میری ذمہ داری ہے میں وضاحت کروں کہ میں محمد رسول اللہ ﷺ کو پہلے نمبر پر کیوں لے کر آیا۔ دراصل وہ تاریخِ انسانی میں واحد شخصیت ہیں جو بیک وقت خالص انسانی سطح پر بھی اور خالص مذہبی سطح پر بھی کامیاب ترین ہیں، یہ شخصیت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔"

مائیکل ایچ ہارٹ کی یہ بات ہمارے ذہنوں میں رہے، قرآنِ حکیم کے انقلابی منشور کا یہ چوتھا نکتہ واضح ہو جائے گا، یعنی قرآن ہمیں عقل و وحی اور جسم اور روح کا توازن عطا کرتا ہے۔ کیا مطلب ہے اس کا؟ قرآنِ حکیم نے ہمارے جسم کو نظر انداز نہیں کیا، البتہ ہماری روح کو زیادہ توجہ دی ہے، جسم کا تذکرہ بھی کیا ہے مگر اسے ایک حسین امتزاج عطا کیا ہے۔ مسیحیت کے ماننے والے رہبانیت کی طرف چلے گئے، ترکِ دنیا کی طرف چلے گئے، اس انتہا پسندی پر چلے گئے اور اس انتہا پر چلے گئے کہ قرآنِ حکیم نے اس کی نفی کی ہے۔ سورۃ الحدید میں ان کے بارے میں فرمایا: وَرَهْبَانِيَّةَ ۨابْتَدَعُوْهَا، رہبانیت اختیار کرنے والوں، مسیحیت کے ماننے والوں کی کہ یہ بدعت تو انہوں نے ایجاد کی تھی، مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ، اس بات کو ہم نے ان پر لازم نہیں کیا تھا۔ تو یہ انسان افراط و تفریط اور عدمِ توازن کا شکار ہو جاتا ہے۔ اور انسان کی اکثریت اتنے مادہ پرست ہو گئے کہ روح کا سرے سے انکار ہی کر دیا، اور اس کے احساسات اور جذبات اور اس کی ضرورت اور اس کے تقاضوں پر کوئی توجہ ہی نہیں ہے۔ یہ ایک انتہا ہے۔

اور بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ مذہب کے ماننے والے خدا کا جس کو وہ معبود مانتے ہیں ذکر تو کرتے ہیں مگر وہ دنیاوی معاملات کو بالکل نظر انداز کر دیتے ہیں جیسے کہ رہبانیت کے نام پر مسیحیت کے ماننے والوں نے یہ عدمِ توازن اختیار کیا ہے۔ جب کہ قرآن اس جسم اور روح کے توازن کا ذکر ہمارے سامنے رکھتا ہے، اور رزقِ حلال کمانے اور خرچ کرنے کی بھی بات کرتا ہے۔ قرآنِ حکیم بندوں کے حقوق اور ان پر خرچ کرنے اور ان کے کام آنے کا بھی ذکر کرتا ہے۔ قرآن حکیم معاش کے حوالے سے بھی رہنمائی عطا فرماتا ہے۔

تو ہم جسم اور روح کے توازن کی بات کہیں یا عقل اور وحی کے درمیان توازن کی بات، یہ ذرا حساس پہلو ہے۔ البتہ قرآنِ حکیم خود عقل کو استعمال کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ سورۃ انبیاء کی آیت نمبر 10 ہے: لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ یقیناً ہم نے تمہاری طرف ایک کتاب نازل کی ہے جس میں تمہارا ذکر موجود ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک رائے کی مطابق یہاں ذکر کا مفہوم شرف کے معنی میں بھی ہے۔ بہر حال، لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ یقیناً ہم نے تمہاری طرف ایک ذکر ایک کتاب نازل کی ہے جس میں تمہارا اپنا ذکر موجود ہے، تمہارے لیے رہنمائی موجود ہے، کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے۔ ہاں البتہ عقل کی حدود کو اوقات میں رکھا جائے گا اور ایک سادہ سا جملہ ذہن نشین رکھیے کہ جہاں عقل کی حد ختم ہوتی ہے وہاں سے وحی کا سفر شروع ہوتا ہے۔ اس عقل کو نقل یعنی وحی کے تابع رکھنا ہے البتہ اس عقل کے مطلق استعمال کو منع نہیں کیا گیا، حدود میں رکھ کر منع کیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں جابجا توحید کے دلائل، اس کائنات میں غور و فکر، اس وجود میں غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے۔ سورۃ ذاریات آیت نمبر 21 میں فرمایا: وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ تمہارے اپنے اندر اللہ تعالیٰ کی معرفت کی نشانیاں موجود ہیں کیا تم دیکھتے نہیں ہو۔ ابتدا میں میں نے سورۃ الحشر آیت نمبر 21 تلاوت کی: لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰي جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۭ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ اگر اس قرآن کو ہم کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو تم دیکھتے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی خشیت سے دب جاتا، پھٹ جاتا، ریزہ ریزہ ہو جاتا، یہ آیات ہم نازل فرماتے ہیں، مثالیں بیان کرتے ہیں تاکہ لوگ اس

میں غور و فکر کریں۔ قرآن وحی اور عقل کے درمیان ہمیں ایک توازن عطا فرماتا ہے ورنہ مذاہبِ عالم کی تاریخ میں دیگر مذہب کے ماننے والوں میں یہ عدمِ توازن نظر آتا ہے جس کے نتیجے میں لوگ غیر فطری رویے اختیار کر لیتے ہیں۔

مسیحیت کے ماننے والے رہبانیت کے نام پر اس انتہا پر گئے کہ ایک شخص اگر پادری ہے تو نکاح نہیں کر سکتا اور اگر نکاح کر لے تو پادری نہیں بن سکتا، اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ چنانچہ آج کا پوپ ہر سال سالانہ معافی مانگتا ہے کہ ہمارے پادریوں نے اتنے اتنے زنا کے کیسز کیے، اور ہمارے چرچوں کے اندر بغیر ازدواجی تعلقات کے پیدا کیے ہوئے بچوں کی اتنی اتنی لاشیں ملی ہیں، استغفراللہ۔ کیا ہے یہ؟ یہ جسم و روح کے یا عقل اور وحی کے درمیان عدمِ توازن کا معاملہ ہے، اسلام اور قرآنِ حکیم ہمیں جو تعلیم عطا کرتا ہے وہ توازن اور اعتدال والی ہے۔ یہ قرآنِ حکیم کے انقلابی منشور کے اعتبار سے چوتھا نکتہ ہے کہ عقل اور وحی اور روح اور جسم کے درمیان توازن کا پہلو ہے جو قرآنِ حکیم اپنی تعلیمات کے ذریعے ہمارے سامنے نمایاں کرتا ہے۔

)جاری ہے۔۔۔۔۔(

سُنہرے بول

*جو صلاحیت بھی ملی ہے، جو علم حاصل ہوا ہے، جو روزی عطا ہوئی ہے جو کام تمہارے لیے مناسب ہے اُن سب کو لازم پکڑو۔

*لوگوں اور جماعتوں پر جارحانہ حملے نہ کرو، زبان محفوظ رکھو، اچھی بات کرو، میٹھے الفاظ بولو، کسی کو نقصان نہ پہنچاؤ۔

*برداشت کرنے سے عیوب دفن ہو جاتے ہیں، بردباری سے خطاؤں کی پردہ پوشی ہوتی ہے۔ سخاوت ایک دراز کپڑا ہے جو نقائص اور عیوب کو چھپا لیتا ہے۔

*ایک ساعت میں تنہائی اختیار کر کے اپنے امور میں غور کرو، اپنے نفس کا محاسبہ کرو، آخرت کے بارے میں سوچو۔

* تمہاری گھریلو لائبریری تمہارے لیے گھنا باغ ہے، اس میں علما، ادبا، حکیموں اور شاعروں کے ساتھ تفریح کرو۔

*رزق حلال کماؤ، حرام سے بچو، لوگوں کے سامنے دست سوال دراز نہ کرو، تجارت، ملازمت سے بہتر ہے۔ اپنے مال کاروبار میں لگاؤ، معیشت میں میانہ روی برتو۔

*متوسط درجے کا لباس پہنو، نہ عیش پسندوں اور نہ محتاجوں کا، لباس سے اپنے آپ کو ممتاز نہ کرو، عام لوگوں کی طرح رہو۔

*غصہ نہ کرو، غصہ سے مزاج خراب ہوتا ہے، اخلاق بدلتے اور معاشرت میں برائی آتی ہے۔ محبتیں اور رشتے کٹ جاتے ہیں۔

گرداب زندگی

فیضان احمد عثمانی

بعض اوقات انسان زندگی نہیں گزارتا بلکہ زندگی اسے گزار دیتی ہے۔ جیسے کہ وطن عزیز میں زندگی ہمیں گزار رہی ہے، ہماری زندگی کی کشتی حالات کے سمندر میں غوطے کھا رہی ہے، دھماکے، حادثات، قتل و غارت، چوری ڈکیتی، لوٹ مار اور ہوشربا مہنگائی، بجلی غائب ہونے کا طویل دورانیہ، گیس کی لوڈشیڈنگ، ٹوٹی پھوٹی سڑکیں، گلی محلوں میں ابلتے گٹر، دھواں چھوڑتی اور گرد اڑاتی خستہ حال بسیں اور دیگر گاڑیاں، موبائل اور پرس چھیننے کی روزمرہ کی وارداتیں، اغوا اور جنسی زیادتی کے عام واقعات۔ انتظامیہ کی شہر کے حالات سے چشم پوشی، رشوت خوری اور ناجائز منافع خوری، جس کی لاٹھی اس کی بھینس، یہ ہے ہمارے وطن عزیز کا موجودہ نقشہ!

نااہل اور مفاد پرست حکمرانوں کے ہاتھوں ملک کی معیشت کا زوال، امریکا کی دوستی اور دشمنی کی داستانیں۔ ایک چیز ہوتی ہے نظریۂ حیات، اس کے تحت ہی باشعور لوگ اپنی زندگیوں کو استوار کرتے ہیں اور اس کی روشنی میں اپنی انفرادی اور اجتماعی معاملات کی ترتیب بناتے ہیں۔ کسی نظریے یا نصب العین کے بغیر زندگی میں کوئی معنویت باقی نہیں رہتی۔ اس کی حیثیت سمندر کی منہ زور موجوں پر ڈولتی اس کشتی کی مانند ہوتی ہے جسے کوئی چلانے والا ہی نہیں ہوتا۔

بدقسمتی سے ہمارا معاملہ بھی اسی بے یار و مددگار کشتی کی مانند ہے، اسی لیے 23 مارچ 1940 میں منظور ہونے والے قراردادِ مقاصد کو آج 83 برس بیت گئے مگر تاحال ہمیں اپنی منزل کا ہی پتہ نہیں ہے، ہم کہاں سے چلے تھے اور کہاں تھی ہماری منزل اور اپنی بداعمالیوں کی بنا پر آج ہم کہاں کھڑے ہیں۔ وطن عزیز کا یہ خطہ کس مقصد کے تحت حاصل کیا گیا تھا۔ وہ سب ہمارے قلوب و اذہان میں دھندلا چکا ہے۔

سیاسی طور پر ہمارا وطن آئین رکھنے کے باوجود بے آئین ہے۔ جو چاہتا ہے آئین کے ساتھ کھلواڑ کرنے پر آمادہ ہوجاتا ہے۔ جب اپنا مفاد پیشِ نظر ہو تو آئین کی ہر شق اچھی لگتی ہے اور جب اپنے مفادات پر زد پڑتی ہو تو آئین سے نظریں چرائی جاتی ہیں۔ یہ دنیا کا واحد ملک ہے جہاں مجرموں کو ان کے کالے کرتوتوں کی بنا پر جیل کی سلاخوں کے پیچھے ہونا چاہیے تھا انہیں مسندِ اقتدار پر بٹھا کر سلامی پیش کی جاتی ہے۔ اقتصادی اعتبار سے ہم اپنی شہ رگ تک قرض میں جکڑے ہوئے ہیں اور آدھا بجٹ قرض کی ادائیگی کی نذر ہوجاتا ہے۔ بجٹ کا ایک بڑا حصہ دفاع میں خرچ ہوتا ہے، باقی بچا کیا؟ نتیجتاً پھر آئی ایم ایف اور عالمی بنک کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پڑتے ہیں۔

ہمارے حکمرانوں کی شاہ خرچیوں اور عیاشیوں نے ملک کو کھوکھلا کر دیا ہے۔ اگر یہ بے ضمیر حکمراں اپنی عیش و عشرت اور شاہانہ ٹھاٹ باٹ کو ختم کر دیں تو بہت جلد وہ وقت آسکتا ہے کہ ہمیں کسی کے آگے دستِ سوال دراز نہیں کرنا پڑے گا۔ مگر لگتا ہے کہ یہ کسی دیوانے کا خواب ہے

جو وہ قیام پاکستان سے اب تک دیکھے ہی جا رہا ہے۔
تعلیم محض ڈگریوں کا حصول بن کر رہ گئی ہے، بھولے بسرے دنوں میں تعلیم انسان میں خود شعوری پیدا کرنے کے لیے اور اسے معاشرے کا ایک اچھا فرد بنانے اور اس میں اخلاقی قدریں اجاگر کرنے کے لیے حاصل کی جاتی تھی، نوکری یا حصولِ رزق ثانوی درجہ کی چیزیں ہوتی تھیں۔ کیونکہ اس دور میں ملازمت کا حصول اتنا کٹھن نہ تھا جتنا آج ہے، پہلے قابلیت پر ملازمتیں ملا کرتی تھیں جبکہ آج اثر ورسوخ، لسانی، علاقائی اور جوڑ توڑ کی بنیاد پر حاصل ہوتی ہیں۔ پھر پڑھنے پڑھانے کی بھی کوئی خاص ضرورت نہیں ہے کالج اور یونیورسٹی کی ڈگریوں کا ایک ریٹ مقرر ہے، وہ ادا کرو اور ڈگری حاصل کرلو، اس کے لیے امتحانات کے جھنجھٹ میں پڑنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ بس علاقائی، مسلکی، کنبہ داری، سیاسی یا سب سے اہم بھاری رقم کا ہونا ہی کافی ہے۔ تعلیم ہمارے ہاں ایک سپر سٹور بن گئی ہے، اس ہاتھ دو اس ہاتھ لو! جب تعلیم کا کوئی معیار ہی نہیں رہا تو اخلاقی قدریں بھی معاشرے سے رخصت ہو گئیں۔ اس لیے اخلاقی برائیاں اپنی پوری حشر سامانیوں کے ساتھ قدم قدم پر موجود ہیں۔ ٹی وی اور اخبارات کے ذریعے سے معاشرے میں جنسی ہیجان اور فیشن پرستی کا جال پھیلایا جا رہا ہے۔ زیب و زینت کے اخراجات آمدنیوں سے بڑھ کر ہیں ان کو پورا کرنے کے لیے ناجائز آمدنی معاشرے کا وتیرہ بن گئی ہے۔ جس کو یہ مواقع حاصل نہیں ہیں اس کے گھر کا سکون غارت ہے۔ یقیناً اسی معاشرے میں اچھے اور ایماندار، رزق حلال پر قناعت کرنے والے بھی موجود ہیں کیونکہ نیکی اور بدی کا شعور تو ہر شخص میں قدرت کی طرف سے ودیعت کیا گیا ہے، ضرورت صرف اپنے باطن میں جھانکنے کی ہے۔ اگر کسی کی فطرت بالکل ہی مسخ نہ ہو چکی ہو تو بلاشبہ انسان سے نیکی کا صدور بھی ہوتا ہے، مگر ایسے نستعلیق انسانوں کے تعداد قلیل ہے۔ ورنہ تو حرص و ہوس کے جال میں لوگوں کی اکثریت پھنسی ہوئی ہے اور وہ اس سے نکلنا بھی نہیں چاہتے، اس لیے کہ لذات نفسانی کی زندگی کا نشہ آسانی سے کہاں اترتا ہے۔
ہماری قوم کا چلن یہ بن گیا ہے کہ ہم ہر برائی کا ملبہ حکومت پر ڈال دیتے ہیں، جبکہ ہم خود بھی اپنے رویوں اور اپنے کرتوتوں سے معاشرے کی برائیوں میں برابر کے شریک ہیں۔ چھوٹے چھوٹے کام بھی ہماری سستی اور کاہلی کی وجہ سے نہیں ہو پاتے۔ سڑک پر حکومت نے کچرے کے ڈبے رکھ دیے ہیں مگر ہم اپنے گھر کا کچرا ڈبے سے باہر پھینک کر چلتے بنتے ہیں اور کچرے کا ڈبہ خالی پڑا ہوتا ہے اور کچرا ڈبے سے باہر۔ ہماری اس طرزِ عمل سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ معاشرے کے بگاڑ میں ہمارا بھی حصہ بقدر جثہ ہے۔ رشوت ستانی سرکاری اداروں کا حق تسلیم کر لیا گیا ہے، سود کھانا ہماری مجبوری ہے، کھانا ہی پڑتا ہے۔ اس کو اپنے لیے حلال کرنے کے ہمارے پاس بے شمار دلائل ہیں۔
اسلام کا مزاج یہ ہے کہ وہ زندگی کے ہر پہلو سے انسان کی اصلاح چاہتا ہے، انفرادی اور اجتماعی سطح پر بھی۔ کیونکہ قرآن تو یہی مطالبہ کرتا ہے کہ: "اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ" (البقرہ: 208) جزوی اطاعت اسلام کو منظور ہی نہیں ہے۔ پھر اللہ کو ایمان بھی وہ مطلوب ہے جسے تصدیق بالقلب کہتے ہیں۔ زبانی ایمان کا اقرار انسان کو قانونی مسلمان کا درجہ تو دیتا ہے مگر اس ایمان سے اس کے اندر وہ تبدیلی نہیں آتی اور وہ انقلاب برپا نہیں ہوتا جو اللہ کو مطلوب ہے۔ اگر ایمان تصدیق بالقلب والا نہ ہو تو انسان ان برائیوں سے نہیں بچ سکتا جو کبھی اس کے نفسانی تقاضوں کی صورت میں سامنے آتی ہیں اور کبھی خارج میں اسے برائی کی طرف مائل کرتی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا: "اپنی سوچوں کو پانی کے قطروں سے بھی زیادہ شفاف رکھو کیونکہ جس طرح قطروں سے دریا بنتا ہے اسی طرح سوچوں سے ایمان بنتا ہے۔"
حقیقی ایمان ہی انسان کو انفس و آفاق کی کثافتوں اور گمراہیوں کی دلدل میں گرنے سے محفوظ رکھتا ہے۔ ورنہ اس دنیا کی زیب و زینت اور اس کی سحر زدہ کشش انسان کو اپنی جانب کھینچے بغیر نہیں رہتی۔ اور عجیب بات ہے کہ یہ دنیا اور اس کی سحر طرازیاں ہی انسان کے لیے آزمائش ہیں، اس کا امتحان لیا جا رہا ہے۔ جس طرح پروانے کے لیے شمع میں کشش رکھی گئی ہے اسی طرح انسان کے لیے یہ دنیا اور اس کے مرغوبات میں

طلسماتی حسن رکھا گیا ہے انسان جس کا اسیر ہو کر ہی رہتا ہے۔ سوائے اس کے جو خود کو اللہ کی پناہ میں دے دے۔ ورنہ دنیاوی زندگی کا یہ گرداب اسے ایسے جکڑتا ہے کہ اس سے نجات حاصل کرنا ناممکن ہو جاتا ہے۔

ورنہ سچ تو یہ ہے کہ ہم اس مذہب کے ماننے والے ہیں جو دنیا کا مکمل ترین مذہب ہے، اعلیٰ ترین زندگی کا ضامن ہے جو کردار اور انسانی عظمت پر زور دیتا ہے۔ اور ہم اس عظیم قوم کی اعلیٰ ترین روایات کے امین ہیں جس نے اپنے کردار سے دنیا کی دوسری قوموں کو متاثر کیا اور اپنی عظمت اور وحدانیت کی روشنی سے کفر کو مسخر کیا ہے۔ اعلیٰ اخلاق و کردار اور احترام آدمیت کی مثالیں قائم کی ہیں۔ چنانچہ ہمیں اس ذات کی طرف اخلاص نیت اور فکرِ آخرت کے ساتھ رجوع کرنا ہوگا کیونکہ ہر دور میں شر اور فساد سے بچانے والی صرف اللہ سبحانہ تعالیٰ کی ذات ہے، باقی سب کہانیاں ہیں۔

بیٹیاں

آنگن میں جب کسی کے بھی آتی ہیں بیٹیاں
رحمت خدائے پاک کی لاتی ہیں بیٹیاں

گھر میں خوشی کے پھول کھلاتی ہیں بیٹیاں
مثلِ بہشت گھر کو بناتی ہیں بیٹیاں

قدموں میں ان کے برکتیں ہوتی ہیں بے شمار
سویا ہوا نصیب جگاتی ہیں بیٹیاں

کرتی ہیں سر جھکا کے یہ تعمیل حکم کی
دل والدین کا نہ دکھاتی ہیں بیٹیاں

دل سے بڑوں کا ہر گھڑی کرتی ہیں احترام
رشتہ عقیدتوں سے نبھاتی ہیں بیٹیاں

ارض و سما بھی روتے ہیں تصدق اس گھڑی
آنکھوں سے اشک جب بہاتی ہیں بیٹیاں

محمد تصدق قادری

ماہانہ رپورٹ برائے آئینۂ انجمن

قرآن اکیڈمی ڈیفنس

قرآن اکیڈمی ڈیفنس میں رجوع الی القرآن کورس 23-2022 کے انتیسویں بیچ کی تدریس 10 مارچ بروز جمعہ کو مکمل ہو چکی ہے۔ رجوع الی القرآن کورس کے تحت خصوصی محاضرات و لیکچرز میں ماہ رواں فکر اسلامی اور خصوصی محاضرات کے ذیل میں مدیر تعلیم انجمن خدام القرآن و مدیر اکیڈمی ہٰذا جناب ڈاکٹر محمد الیاس صاحب نے "احکام میت"، "قرآن اور جہاد" اور "اسلام میں بیعت" کے موضوعات پر لیکچر دیے۔ اسی طرح مبادیاتِ علوم دینیہ کورس کی بھی تکمیل ہو چکی ہے۔ حلقات و دوراتِ دینیہ کے تحت شام کے اوقات میں آسان عربی گرامر، دورۂ ترجمۂ قرآن، سیرۃ النبی ﷺ اور درس حدیث النبی ﷺ کے عنوان سے چار کورسز کا آغاز کیا جا چکا ہے۔ 02 فروری بروز پیر سے عربی گرامر کا ایک نیا کورس بنام "قرآنی عربی سیکھیے نہایت آسان طریقے سے" شروع کیا گیا۔ حلقات و دوراتِ دینیہ برائے خواتین کے تحت منعقد ہونے والے تین کورسز بھی مکمل ہو چکے ہیں۔ دورۂ ترجمۂ قرآن برائے خواتین کے تحت ماہِ رمضان کے دوران صرف خواتین کے لیے روزانہ صبح 10:30 تا دوپہر 12:30 بجے دورۂ ترجمۂ قرآن کا پروگرام جاری ہے۔ مدرسۃ القرآن للحفظ والقراءۃ میں شعبۂ حفظ قرآن، شعبۂ ناظرہ قرآن اور شعبۂ قاعدہ میں تدریس جاری ہے۔ شعبۂ حفظ کے کل 13 طلبا و طالبات نے اس سال وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے تحت امتحانات میں کامیابی حاصل کی۔ 4 مارچ بروز ہفتہ سہ پہر 03:00 بجے تا 05:00 شعبۂ بنات میں سالانہ تقریب تقسیم اسناد کا پروگرام منعقد ہوا جس میں ناظرہ، قاعدہ اور حفظ کی طالبات کو نمایاں نمبروں سے کامیاب ہونے پر شیلڈز دی گئیں اور پروگرام میں حصہ لینے والی طالبات کو سرٹیفکیٹ دیئے گئے۔ اسی طرح 05 مارچ بروز اتوار بعد نماز مغرب تا رات 11:30 بجے شعبۂ بنین کی سالانہ تقریب تقسیم اسناد اور دستار بندی کا پروگرام منعقد ہوا جس میں 27 طلبا کا حفظ مکمل ہونے پر دستار بندی اور ناظرہ، قاعدہ اور حفظ کے طلبا کو نمایاں نمبرات سے کامیاب ہونے پر شیلڈز دی گئیں اور پروگرام میں حصہ لینے والے طلبا کو سرٹیفکیٹ دیئے گئے۔ ماہِ مارچ 2023ء میں دوسرا اور چوتھا جمعہ نگرانِ انجمن و امیر تنظیم اسلامی جناب شجاع الدین شیخ صاحب نے پڑھایا۔ دورانِ رمضان آنے والے تمام جمعہ کے خطبات میں نگرانِ انجمن و امیر تنظیم اسلامی ہی بیان فرمائیں گے۔

قرآن اکیڈمی یٰسین آباد

رجوع الی القرآن کورس) سال اول سیکشن اے، سیکشن بی اور سال دوم (بفضل تعالیٰ مکمل ہوا، جن میں بالترتیب 103، 22 اور 39 طلبہ و طالبات نے تکمیل تک شرکت فرمائی۔ رجوع الی القرآن کورس کے تحت خصوصی محاضرات و لیکچرز میں منہج انقلاب نبوی ﷺ) فکر اسلامی(پر مدیر تعلیم انجمن خدّام القرآن و مدیر قرآن اکیڈمی ڈیفنس جناب ڈاکٹر محمد الیاس صاحب نے لیکچر دیا۔ اسی طرح حلقات و دورات)Short Courses) کے تحت کل 13 کورسز جاری ہیں جن میں حضرات و خواتین کی تعداد کم و بیش 04 سے 35 تک ہے۔ مدرسۃ القرآن للحفظ والقراءۃ میں شعبۂ حفظ کل وقتی جاری ہے، ماہ رواں میں سالانہ تقریب تقسیم اسناد و دستار بندی کے پروگرام کا انعقاد کیا گیا جس میں شعبۂ حفظ کے والدین واحباب اور خواتین کی بڑی تعداد نے شرکت کی، اس کے علاوہ نظم بالا کے اراکین و صدر انجمن خدّام القرآن محترم جناب سید انجینئر نعمان اختر صاحب نے شرکت فرمائی اور خصوصی خطاب بھی فرمایا۔ آخر میں سابق ناظم اعلیٰ جمعیت تعلیم القرآن محترم جناب سیف البر سحر گاہی صاحب نے حفاظ کرام کا آخری سبق سننے کی سعادت حاصل کی اور دعا پر اس پروقار تقریب کا اختتام ہوا۔ شعبۂ مدرسۃ البنین والبنات میں درجہ قاعدہ و ناظرہ کی تعلیم بھی جاری ہے۔ ماہ رواں درجہ قاعدہ و ناظرہ کے سالانہ امتحان کا انعقاد کیا گیا۔ علاوہ ازیں مغرب تا عشاء حلقہ برائے ناظرہ قرآن حکیم، حلقہ تجوید القرآن اور حلقہ درس بعد نماز ظہر کا انعقاد بھی جاری ہے۔ الحمدللہ بعد نماز ظہر رجوع الی القرآن کورس سال اول و دوم کے مختلف طلبہ کرام مسجد میں مختصر درس قرآن و حدیث کی بھی ذمہ داری ادا کرتے ہیں۔ شعبہ دعوت و تبلیغ کے تحت مسجد میں استقبال رمضان، حیا اور ایمان، ہمارا گھر اور دین اور رمضان کا حاصل کے موضوعات پر اکیڈمی کے اساتذہ نے خطاب فرمایا۔ رواں ماہ شعبہ تصنیف و تالیف قرآن اکیڈمی یاسین آباد میں منتخب نصاب تفصیلی کے ضمن میں آیت البر کو فائنل کر کے مرکز کو ارسال کیا گیا، جب کہ مختلف مطبوعہ کتب کی تصحیحات کے ساتھ ساتھ سورہ لقمان کے پہلے رکوع کی تشریح کو فائنل کرنے پر کام جاری ہے۔

قرآن اکیڈمی کورنگی

رجوع الی القرآن کورس سال اول 23-2022 کی تکمیل 28 فروری 2023 کو ہوئی۔ اس کورس میں تقریباً 35 خواتین اور 12 حضرات نے تسلسل کے ساتھ شرکت کی۔ مدرسۃ القرآن للحفظ والقراءۃ میں تدریس کا عمل بحسن و خوبی جاری ہے۔ شعبۂ بنین میں 151 طلبا اور شعبۂ بنات میں 124 طالبات زیر تعلیم ہیں۔ امسال مدرسۂ ہٰذا کے 5 طلبا نے وفاق المدارس العربیہ کے تحت حفظ القرآن کے سالانہ امتحان میں درجہ امتیاز میں کامیابی حاصل کی۔ 11 مارچ 2023ء کو شعبہ حفظ کے 05 طلبا کی دستارِ فضیلت و تقسیمِ انعامات کا پروگرام منعقد کیا گیا۔ جس میں بعض علمائے کرام سمیت تقریبا 250 افراد نے شرکت کی۔ اسی طرح سالانہ امتحان بھی منعقد کیا گیا جس کے بعد پوزیشن حاصل کرنے والے طلبہ و طالبات میں انعامات تقسیم کیے گئے۔ شعبۂ خواتین کے تحت ناظرہ قرآن کی خواتین کے لیے "ماہ رمضان کی اہمیت و برکات" کے موضوع پر خصوصی لیکچر منعقد ہوا۔ درجہ ناظرۂ قرآن و قاعدہ کی طالبات کے لیے "رمضان کی فضیلت"، "قصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام" اور "موت اور اس کی تیاری" کے موضوعات پر خصوصی لیکچرز منعقد ہوئے۔

حلقات و دورات و دینیہ کے تحت شعبۂ خواتین میں "امور خانہ داری تربیتی کورس) ایڈوانس (" جاری ہے۔ جس میں 11 خواتین شرکت کر رہی ہیں۔ ماہ مارچ میں 8 خواتین کو تکمیل کی اسناد دی گئیں۔

دی ہوپ اسلامک اسکول

اسکول کی تمام کلاسز میں سالانہ امتحان کا سلسلہ جاری ہے۔

قرآن انسٹیٹیوٹ گلستانِ جوہر

دوران ماہ رجوع الی القرآن کورس برائے سال 23-2022 الحمد للہ بخیریت اختتام پذیر ہوا، آخر میں طلبا و طالبات کی طرف سے اساتذہ و وابستگان ادارہ کے لیے ظہرانہ کا انتظام ہوا جس میں رمضان کیسے گزاریں؟ کے عنوان پر جناب استاذ انجینئر عثمان علی صاحب کا خصوصی محاضرہ بھی رکھا گیا۔ اس کے علاوہ رمضان المبارک کے ماہ میں مسجد میں نمازِ فجر کے بعد درس حدیث کا انعقاد ہورہا ہے جس کی ذمہ داری جناب استاذ انجینئر عثمان علی صاحب ادا کررہے ہیں۔ نماز ظہر کے بعد متفرق اساتذہ درس حدیث و خصوصی محاضرات کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔ خطاب جمعہ کی سعادت مدیر ادارہ حاصل کررہے ہیں۔ مقامی تنظیم کے تحت شام کے اوقات میں مختصر دورانیہ کے کورسز بھی مکمل ہوگئے۔ مسجد میں مدرسۃ القرآن برائے قاعدہ و ناظرہ بچوں کے لیے جاری ہے۔ ان بچوں کے لیے ہفتہ وار تربیتی نشست کا اہتمام بھی ہوتا ہے۔

قرآن انسٹیٹیوٹ لطیف آباد

الحمد للہ رجوع الی القرآن کورس سالِ اوّل کی بحسن و خوبی تکمیل ہوئی، 19 طلبا و طالبات نے کورس مکمل کرنے کی سعادت حاصل کی۔ مدرسۃ القرآن برائے قاعدہ و ناظرہ کے تحت صبح 9 تا 12 بجے اور دوپہر ظہر تا عصر بچوں کے لیے قاعدہ و ناظرہ قرآن اور آدابِ زندگی کی تعلیم کا سلسلہ جاری ہے، مغرب تا عشاء بالغان کے لیے ناظرہ قرآن کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ دوپہر کے اوقات میں ہفتہ اور اتوار کے روز تفہیم الاسلام ویک اینڈ کورس مکمل ہوا، 15 طلبا و طالبات نے کورس کی تکمیل کی۔ شام کے اوقات میں The Guided Youth کے عنوان سے جاری لڑکوں کے لیے شارٹ کورس کی تکمیل ہوئی، اس کورس کو 35 طلبا نے مکمل کیا۔

قرآن مرکز لانڈھی

حفظ القرآن اور ناظرہ و قاعدہ کی کلاسز میں تدریس باقاعدگی سے جاری ہے۔ 10 مارچ 2023ء کو شعبہ حفظ کے طلبا کی دستارِ فضیلت و تقسیم انعامات کا پروگرام منعقد کیا گیا۔ جس میں تقریبا 300 افراد نے شرکت کی۔ شعبہ حفظ کے 6 طلبا نے وفاق المدارس کے امتحان میں درجہ امتیاز میں کامیابی حاصل کی۔

دعوت و تبلیغ کے تحت ہفتہ وار درس قرآن کا انعقاد جاری ہے۔ ناظم مرکز جناب محمد ہاشم صاحب مدرّس کی ذمہ داری ادا کررہے ہیں۔ سورۃ الزخرف کا مطالعہ مکمل ہوا۔ ماہانہ درس قرآن و حدیث کا پروگرام استقبال رمضان کے موضوع پر منعقد ہوا۔ حلقۂ خواتین کے تحت ماہانہ درسِ قرآن و حدیث کا پروگرام استقبال رمضان کے موضوع پر منعقد ہوا۔

شعبۂ ملٹی میڈیا

مطالبات قرآن :

قرآن حکیم کے منتخب نصاب پر مبنی "مطالباتِ قرآن" کے عنوان سے Qtv کے لیے قرآن اسٹوڈیو میں نگرانِ انجمن محترم شجاع الدین شیخ صاحب حفظہ اللہ کی 35-35 منٹ پر مشتمل ویڈیو ریکارڈنگز کا سلسلہ جاری ہے۔ الحمدللہ اس سلسلہ کے دو پروگرام Qtv پر ہفتہ اور اتوار کی شام 4 بجے نشر ہو رہے ہیں۔ اب تک اس سلسلہ کے 40 پروگرام ریکارڈ ہو چکے ہیں جو کہ Qtv کو ایڈیٹنگ کے بعد فراہم کیے جا چکے ہیں۔

تعلیمات قرآن :

خلاصۂ مضامین قرآن کی بنیاد پر تیار کردہ 30 اقساط پر مبنی پروگرام بعنوان تعلیمات قرآن سماء ٹی وی کو فراہم کیا گیا۔

بیان الہدیٰ :

خلاصۂ مضامین قرآن کی بنیاد پر تیار کردہ 30 اقساط پر مبنی پروگرام بعنوان بیان الہدیٰ راوی ٹی وی کو فراہم کیا گیا۔

خلاصہ مضامین قرآن :

خلاصۂ مضامین قرآن کی بنیاد پر تیار کردہ 29 اقساط پر مبنی پروگرام K21 چینل کو فراہم کیا گیا۔

فہم دین :

فہمِ دین کے عنوان سے متفرق دینی و فکری موضوعات پر مبنی 30 پروگرام ریکارڈ کیے گئے۔

دورۂ ترجمہ قرآن (تنظیم اسلامی) :

رمضان المبارک میں تنظیمِ اسلامی کے زیرِ اہتمام دورۂ ترجمۂ قرآن کی دو مقامات سے براہ راست نشریات کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔ اس سلسلہ میں آن اسکرین اور آف اسکرین سہولیات کی فراہمی کو شعبۂ ملٹی میڈیا کی جانب سے یقینی بنایا گیا۔

دورۂ ترجمہ قرآن (کیو ٹی وی) :

رمضان المبارک میں کیو ٹی وی پر نگرانِ انجمن کا بیان کیا جانے والا دورۂ ترجمۂ قرآن نشر کیا جا رہا ہے، اس سلسلہ میں شعبۂ ملٹی میڈیا کی

جانب سے مکمل آن اسکرین اور آف اسکرین معاونت فراہم کی جا رہی ہے۔

خطباتِ جمعہ (نگرانِ انجمن شجاع الدین شیخ صاحب حفظہ اللہ):

ماہِ مارچ 2023ء میں مسجد جامع القرآن (قرآن اکیڈمی ڈیفنس) میں نگرانِ انجمن شجاع الدین شیخ صاحب کے درج ذیل موضوعات پر ہونے والے خطباتِ جمعہ کی ویڈیو ریکارڈنگز کی گئیں جنہیں مرکزی تنظیم اسلامی کے یوٹیوب چینل کے علاوہ انجمن کے آفیشل یوٹیوب چینلز پر اپلوڈ کیا گیا:

1۔ عورت اور مرد کی مساوات۔؟

2۔ ماہ رمضان کیسے گزاریں۔؟

3۔ ماہ رمضان میں مجاہدانہ تربیت اور قرب الٰہی

خطباتِ جمعہ (محترم عامر خان صاحب):

ماہِ مارچ 2023ء میں جامع مسجد شادمان ٹاؤن میں محترم عامر خان صاحب کے درج ذیل موضوعات پر ہونے والے خطباتِ جمعہ کی آڈیو ریکارڈنگز کی گئیں جنہیں انجمن کی ویب سائٹ پر اپلوڈ کیا گیا:

1۔ رمضان کی اہمیت و فضیلت

2۔ استقبال رمضان

3۔ رمضان المبارک میں عبادات کی اہمیت

4۔ رمضان المبارک کا اصل حاصل

روشنی (ریڈیو پاکستان):

ریڈیو پاکستان پر روشنی کے عنوان سے نشر ہونے والے پروگرام کے لیے نگرانِ انجمن محترم جناب شجاع الدین شیخ صاحب کے 2 لیکچرز ریکارڈ کر کے ان کی آڈیو ریکارڈنگ ریڈیو پاکستان کو فراہم کی گئیں۔

انجمن خدّام القرآن اغراض و مقاصد

انجمن خدّام القرآن
سندھ، کراچی، رجسٹرڈ

انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی کے قیام کا مقصد و منبع ایمان اور سرچشمہ یقین قرآن حکیم کے علم و حکمت کی وسیع پیمانے اور اعلیٰ علمی سطح پر تشہیر و اشاعت ہے۔ تاکہ اُمت مسلمہ کے فہیم عناصر میں تجدید ایمان کی ایک عمومی تحریک برپا ہو جائے اور اس طرح اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور غلبۂ دینِ حق کے دورِ ثانی کی راہ ہموار ہو سکے۔

انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی کے اغراض و مقاصد:

☆ عربی زبان کی تعلیم و ترویج۔

☆ قرآن مجید کے مطالعے کی عام ترغیب و تشویق۔

☆ علومِ قرآنی کی عمومی نشر و اشاعت۔

☆ ایسے نوجوانوں کی مناسب تعلیم و تربیت جو تعلّم و تعلیمِ قرآن کو اپنا مقصدِ زندگی بنالیں، اور

☆ ایک ایسی قرآن اکیڈمی کا قیام جو قرآنِ حکیم کے فلسفہ و حکمت کو وقت کی اعلیٰ ترین علمی سطح پر پیش کر سکے۔

☆☆☆

مرکزی دفتر انجمن خدّام القرآن 375 – B، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ روڈ، بلاک 6، گلشن اقبال، کراچی۔ فون نمبر 7 – 34993436 – 021